امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

# نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

**مدیر**

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

**معاون**

مولانا رضوان احمد ندوی

**اس شمارہ میں**


- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- خاموش ہوگیا چمن بولتا ہوا
- سہرے کی ادبی معنویت
- مولانا سید محمد علی مونگیریؒ............
- شہریت ترمیمی قانون؛ خطرات اور اندیشے
- استغفار گناہوں کا تریاق
- منشیات کے تباہ کن اثرات
- اخبار جہاں، ہفتۂ رفتہ، ملی سرگرمیاں


جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 04 مورخہ یکم جمادی الثانی ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۷ر جنوری ۲۰۲۰ء روز سوموار

**تبرکات**

# انسانی نظام حکومت کی ناکامی کے اسباب ونتائج

**حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجادؒ بانی امارت شرعیہ**

انسانوں کے خودساختہ طرز ہائے حکومت، اوران حکومتوں کے وضع کردہ قوانین کی پامالیوں اور عدم افادیت کو دیکھ کر ہر عقلمند انسان کے دل میں قدرۃً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس کے اسباب اور وجوہات کیا ہیں، اور جب ان اسباب وعلل پر غور کرتا ہے تو حسب ذیل حقائق پوری تابانی کے ساتھ اس کے سامنے آتے ہیں۔

اول یہ کہ چونکہ ہر انسان سمجھتا ہے کہ جو قانون وضع کیا گیا ہے اس کے وضع کرنے والے ہمارے ہی جیسے انسان ہیں، عام ازیں کہ کوئی شخص اپنے ذاتی اقتدار کے باعث بطور خود واضع بن بیٹھا ہو، یا انسانوں ہی کی طرف سے بذریعہ انتخاب یا نامزدگی اس کو یہ حق حاصل ہوگیا ہو اور وہ ایک ہو یا سیکڑوں اور ہزاروں، بہرحال وہ انسان ہے اور تمام لوازم بشریت اس میں موجود ہیں، اور بشری خواہشات ونفسیات اور عصبیات سے مبرا نہیں ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔

اس لئے ایسے انسانوں کے وضع کئے ہوئے قوانین پر ہر انسان کو یہ اعتماد نہیں ہوسکتا کہ واضع قوانین نے نسلی یا طبیعاتی رجحان یا اقتصادی وقبائلی عصبیت سے بالاتر ہوکر قانون وضع کیا ہے، اور جب واضع قوانین کے متعلق جائز شبہات موجود ہوں تو قانون کے احترام کی بنیاد ابتدا ہی سے ناپید ہوگئی، اور جب اس کا احترام غائب ہوگیا تو اس کی پابندی کا خیال کس اصول سے ہر انسان کے دل میں پیدا ہوسکتا ہے؟

دوم یہ کہ اگر بفرض محال یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ واضعین قانون نے تمام ذاتی وقبائلی اور طبیعاتی جذبات سے بالاتر ہوکر قانون وضع کیا ہو، مگر اس کے وضع کردہ قوانین کی عدم افادیت کے لئے یہ قوی شبہ موجود ہے کہ مقننین تمام انسانوں کے دلی جذبات وحسیات اور ان کی زندگی کی تمام ضروریات ولوازمات کے احاطہ سے قاصر وعاجز ہیں، کیونکہ وہ لوگ ہر انسان کی دلی خواہشات وجذبات کی واقفیت پر کسی حال میں قادر نہیں ہیں، اور نہ ہوسکتے ہیں، ایسی حالت میں کسی شخص کو کس طرح وثوق ہوسکتا ہے کہ واضعین قانون نے ہر ایک کے مصالح اور مفاد کو ملحوظ رکھ کر قانون بنایا ہے، اور جب اس کا وثوق نہیں ہوسکتا ہے تو قانون کا احترام بھی کسی انسان کے دل میں قائم نہیں ہوسکتا۔

سوئم یہ کہ اگر یہ بھی فرض کرلیا جائے کہ قانون کی افادیت عامہ کی تشریح وتوضیح کرکے انسانوں کے دلوں میں احترام اور اس کی پابندی کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے، پھر بھی عملا اس کا احترام قائم نہیں ہوسکتا ہے، اور انسانوں کے دلوں میں اس امر کا کوئی داعیہ نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ ان قوانین پر پورے طور سے عمل درآمد کریں، کیونکہ ہر قانون انسان کے فطری اور طبعی حریت مطلقہ کو ایک حد تک محدود کردیتا ہے جو اس کی آزاد طبعیت پر ایک ناگوار بوجھ ہوتا ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ اس ناگوار بوجھ کو اٹھانے کے لئے کوئی ایسی چیز موجود ہو جو اس تقید کا کافی مکافات کردے اور تقید کی ناگواری خوشگواری سے بدل جائے، مگر دنیا جانتی ہے کہ واضعین قانون اور ان کی حکومتیں، انسانوں کو ایسا مؤثر بدل دینے سے آج تک قاصر رہی ہیں اور ہمیشہ رہیں گی، بلاشبہ حکومت کے چند وفاداروں کے لئے جو قانون کے آگے اپنا سرخم کردینے کو تیار ہیں کچھ جاگیریں دے کر انہیں قانون کی پابندی پر راضی کرلیا جاتا ہے، مگر ہر انسان کو جاگیر دے دینا ان کے بس کی بات نہیں ہے، پھر ہر شخص کیوں وفادار رہے؟

کچھ حکومتوں نے چند خطابات کے ذریعہ احترام قانون اور جذبہ وفاداری پیدا کرنا چاہا، مگر وہ بھی ہر ایک کے لئے ممکن نہیں، اور اگر ہر ایک کے لئے ہوجائے تو اس عطیہ کی افادیت ہی غائب ہوجائے، الغرض قانون کی پابندی کو جس سے حریت مطلقہ مقید ہوجاتی ہے بخوشی گوارہ کرنے کے لئے انعامی امور تمام وفا شعاروں کے لئے کوئی حکومت آج تک مقرر نہ کرسکی اور نہ اس کے بس میں ہے، اس لئے زیادہ سے زیادہ جو چیز واضع قوانین آج تک قانون کے احترام اور حکومت کی وفاداری کے لئے کرسکتے ہیں وہ صرف ایک ہے یعنی قانون کے عدم احترام اور اس کی خلاف ورزی کو روکنے کے لئے خوف دلانے والے امور انسانوں کے سامنے ہوں تاکہ انسان یہ غور کرے کہ ایک طرف قانون کی پابندی میں اپنی طبعی آزادی سے لذت اندوز ہونے کی محرومی ہے اور دوسری طرف قانون کی خلاف ورزی میں مصائب اور شدائد مقررہ کی المناکی ہے، اب ان دو مصیبتوں میں کس مصیبت کو برداشت کرے، اور یہ ظاہر ہے کہ دوسری مصیبت بڑی ہے، اس لئے ہر عقلمند آدمی اس دوسری مصیبت عظمیٰ سے بچنے کے لئے پہلی مصیبت کو برداشت کرے گا، اور اس طرح قانون کا احترام قائم ہوجائے گا۔

الغرض تمام عقلائے دہر کے نزدیک حکومت انسانی کے قوانین کی پابندی واحترام کا داعیہ انسانوں کے دلوں میں پیدا کرنے کے لئے کوئی موثر چیز عمومیت اور شمولیت تامہ کے ساتھ نہیں ہوسکتی ہے، بجز اس کے کہ خلاف ورزی قانون کی صورت میں جانی ومالی سزاؤں کا خوف ہوسکتا ہے، اس لئے واضعین قانون اور حکومتوں نے قانون شکنی کرنے والوں کے لئے سزاؤں کے قوانین وضع کئے اور اسی ہیبت اور خوف کے اثرات ونتائج کو بروئے کار لانے کے لئے حکومتوں نے انتظامی اور عدالتی محکمے قائم کئے مگر تمہیں معلوم ہے کہ ہیبت، خوف اور اس کے مظاہرہ کے تمام انتظامات بھی انسانی دلوں میں انسانی قوانین کا کامل احترام قائم کرسکے، اور ہر روز ہزاروں لاکھوں انسانوں کے مقاصد زندگی ضائع ہورہے ہیں، قوانین حکومت کی پامالی وبے قدری ہورہی ہے اور تعزیری قوانین اور ان کے نفاذ کی تمام مشینیں اصل مقصد کے حیثیت سے بےکار ہیں آخر کیوں؟

اس لئے کہ ہر فرد بشر جانتا ہے کہ حکومت اور اس کے مقننین ہمارے ہی جیسے انسان ہیں اور اس کے تمام انتظامی محکمے کے افراد بھی انسان ہی ہیں، اس لئے ان کے اختیار اور قوت سے یہ امر باہر ہے کہ انہیں ہر قانون شکنی کرنے والے کا علم بھی ہوسکے، کیونکہ ہر شخص کے اعمال وافعال ۲۴ر گھنٹے نگرانی کرنے کے لئے کوئی حکومت کوئی نظم نہیں کرسکی ہے اور نہ کبھی کرسکتی ہے، اور جب حکومت کا نظام اس طرح کی کامل نگرانی سے قاصر ہے تو تمام قانون شکنوں کا اسے علم ہونا بھی ناممکن ہے، اس لئے قانون شکنی کرنے والے اپنے ذاتی مفاد کے حصول کے لئے نہایت دلیری کے ساتھ قانون شکنی کرتے ہیں اسی کے ساتھ ہر انسان یہ بھی سمجھتا ہے کہ اگر اتفاقا کسی شخص کی قانون شکنی کا علم حکومت کی پولیس وغیرہ کو ہو بھی جائے تو یہ ضروری نہیں کہ قانون شکن سزایاب بھی ہو، کیونکہ پولیس اور حکام بھی ہمارے جیسے انسان ہیں، وہ بھی حرص سے خالی نہیں ہیں، اس لئے نہایت آسانی کے ساتھ رشوت دے کر ان کی گرفت سے رہائی حاصل کی جاسکتی ہے، اس کے علاوہ ان میں اور بھی کمزوری ہے، اور وہ دوسرے اثرات سے بھی متاثر ہوسکتے ہیں اس لئے بغیر کچھ خرچ کئے ہوئے محض سفارشوں سے بھی رہائی ہوسکتی ہے، اور روزمرہ کے واقعات سے یہ تمام امور ثابت ہیں، ان حالات میں قانون کے احترام کا جو ذریعہ عقلائے دہر نے تجویز کیا تھا وہ بھی اپنے مقاصد کے لحاظ سے بےکار ثابت ہوگیا، اور انسانی زندگی کے مقاصد کی تحصیل وتحفظ کے لئے انسانوں کا خودساختہ نظام حکومت اور اس کے قوانین، واقعات وتجربات کی روشنی میں عقل وبصیرت کے نزدیک بےکار ثابت ہوئے۔

انسانوں کے تجویز کردہ نظام حکومت اور ان کے قوانین کی ناکامی کے وہ اسباب جن کا ذکر کیا گیا ہے، ان کے علاوہ ایک سب سے بڑا اور اہم سبب یہ بھی ہے کہ قانون شکنی کو محض اپنے تعزیری قوانین سے روکنے کی سعی کی جاتی ہے اور اسی کے متعلق قوانین بنائے جاتے ہیں، جن کا اثر قانون شکنی یعنی انسانوں کے مقاصد زندگی کو نقصان پہونچنے کے بعد ظاہر ہوتا ہے، حالانکہ ضرورت اس کی ہے کہ قانون شکنی کے جذبہ اور تخیل کو روکا جائے اور یہ جب ہی ہوسکتا ہے کہ قانون شکنی کے محرکات کا انسداد ہو کہ فساد کا سرچشمہ وہی ہوتے ہیں، اور جب چشمہ کے دہانہ پر باندھ باندھا جائے گا تو فساد کا سیلاب کیوں کر رک سکتا ہے؟ مثلا چوری کرنے کا سرچشمہ احساس فاقہ کشی یا حرص مال ہے جس کا تعلق محض دل ودماغ سے ہے اور یہ ایسی چیز ہے جس کے متعلق انسانی حکومتیں کوئی قانون بنانے سے قطعا قاصر ہیں، اسی طرح حفظ جان، حفظ عزت حفظ نسل کے قوانین کو توڑنے کے جو محرکات ودواعی ہیں ان کے متعلق بھی بہت زیادہ حد تک حکومتیں قاصر رہی ہیں۔

اور دوسرا سبب یہ بھی ہے کہ جب انسان یہ دیکھتا ہے کہ ہمارے ہی جیسا انسان قانون بناتا ہے اور پھر وہی ہم کو اپنے خود ساختہ قوانین پر عمل کرنے پر مجبور کرتا ہے، خواہ وہ قانون اس کی مرضی کے مطابق بنا ہو، یا خلاف، تو اس کی فطری آزادی وحریت کو سخت ٹھیس لگتی ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ اپنے ہم جنس کی غلامی پر مجبور کیا جاتا ہے، اس لئے اس کی فطرت اس کو انسانی حکومت کی بغاوت پر ابھارتی ہے اور وہ جانتا ہے کہ جب ایک انسان دوسرے انسان کا غلام بنا کر اطاعت پر مجبور کیا جاسکتا ہے تو وہ خود کیوں نہ اپنے ہم جنس انسان کی غلامی سے چھٹکارا حاصل کرکے انہیں اپنا غلام بنانے کی سعی کرے، حکومتوں اور قوانین کے ردوبدل اور تغیرات کے اسباب میں اس احساس کو بہت زیادہ دخل ہے، جو ایک طبعی امر ہے۔

**(ماخوذ: حکومت الٰہی ص۶۹)**

### ہندوستان تاریخ کے ایک نازک موڑ پر

باہمی اعتماد ومحبت پیدا کرنے کے لئے ہمیں ایک مجنونانہ اور سرفروشانہ جدوجہد کی ضرورت ہے، ہندوستان تاریخ کے ایک نازک موڑ اور فیصلہ کن دوراہے پر کھڑا ہے، ایک راستہ ہمیشہ کے لئے تباہی، نہ مٹنے والے انتشار اور نہ ختم ہونے والے زوال کی طرف جاتا ہے، اور ایک راستہ ہمیشہ کے امن وامان، اتحاد ویکجہتی کی طرف جاتا ہے، ہر ایسے موڑ پر کچھ ایسے لوگ سامنے آجاتے ہیں جو تاریخ کا رخ اور واقعات کا دھارا بدل دیتے ہیں، ان کی دلیری، ان کی صاف گوئی، اور ان کی جانبازی پورے پورے ملک اور قوم کو بچالے جاتی ہے، یہی لوگ ملک کے معمار ہوتے ہیں، اکثر ایسے لوگ سیاست وحکومت کے ایوانوں سے باہر، ملک کے بےلوث خادموں، اور سچے روحانی درویشوں میں پائے جاتے ہیں، جن کی نیتوں پر شبہ نہیں کیا جاسکتا، جن کی صداقت اور بےغرضی مسلم ہوتی ہے اور ان کا ماضی ہر داغ سے پاک ہوتا ہے۔

**(حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)**

# اللہ کی باتیں--- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

## نوجوان؛ ملک کے مستقبل ہیں

وہی اللہ ہے جس نے تم کو کمزوری اور ناتوانی کی حالت میں پیدا کیا، پھر ناتوانی کے بعد قوت عطا فرمائی، پھر طاقت وقوت کے بعد ضعف اور بڑھاپے سے دوچار کیا، اللہ جو چاہتے ہیں پیدا فرماتے ہیں اور وہ خوب جاننے والے اور خوب قدرت والے ہیں (سورہ روم:۵۴)

**مطلب:**۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف مرحلوں میں پیدا کیا، پہلے مادر شکم میں جنین کی شکل میں بنایا، پھر اس کو دنیا میں دودھ پیتے بچے کی شکل میں بھیجا، پھر جوانی اور بڑھاپے کے مراحل آئے، جہاں قوت کے بجائے کمزوری اور ضعیفی دامن تھام لیتی ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسان اللہ کے فیصلہ کے سامنے بے بس ہے، اور انسان ہو یا کائنات کی کوئی اور چیز سب پر خدا کا فیصلہ جاری ہے، لیکن غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ زندگی کے ان مراحل میں جوانی کی عمر جوش وجذبہ کی عمر ہوتی ہے، اس عمر میں قوت وتوانائی بڑھ جاتی ہے، جس نے جوانی کی قدر کی اور اس کو اپنی اور قوم وملت کی اصلاح وترقی میں لگایا وہ دنیا وآخرت میں کامیاب وبامراد ہوا، اور جس نے بے راہ روی اختیار کی اور خواہشات نفس کی اتباع وپیروی میں گنوادیا وہ ناکام ونامراد رہا، کیونکہ نوجوان ہی خاندان ومعاشرہ کا ستون اور ملک کا مستقبل ہوتا ہے، اگر وہ صحیح ہوجائے تو پورا جسم صحیح ہوجائے گا اور اگر وہی بگڑ جائے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے، نوجوان ہی امت کی سوچنے والی عقل، اس امت کا دست وبازو اور اس کا نیا خون اور نئی طاقت ہے، نوجوان کی صحیح تربیت کے ذریعہ ہی زمین میں انسان کو نائب بنائے جانے کا صحیح مقصد پورا ہوتا ہے، اس لئے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے لئے بہترین ثمرہ اور آخرت میں سودمند بن سکتا ہے، عقل مند وہی نوجوان ہے جس میں بصیرت ہو، خود اپنی تعمیر پر توجہ دیتا ہو، پھر ملت کی تعمیر کے لئے کوشش کرتا ہو، اسی بنیاد پر اسلام نے مسلم نوجوانوں کو اپنی جوانی کی عمران امور میں لگانے کی دعوت دی جن کا فائدہ اس کو آخرت اور دنیا دونوں جگہ ملتا ہے، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزوں سے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت جانو، بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے صحت کو، فقیری سے پہلے مالداری کو، مشغولیت سے پہلے فراغت کو اور موت سے پہلے زندگی کو، اس لئے اگر جوان فارغ اوقات کو صحیح مقصد میں لگائے اور اپنی اصلاح کے ساتھ قوم وملت کو فائدہ پہونچائے تو اس سے زندگی میں ترقی اور خوشحالی آتی ہے، اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اللہ راضی ہوتا ہے، اس سلسلہ میں قرآن مجید میں نوجوانوں کے لئے بیان کردہ واقعات سے نئی نسل کو عبرت ونصیحت حاصل کرنا چاہئے، خواہ وہ اصحاب کہف کا واقعہ ہو یا حضرت یوسفؑ کی آزمائشوں کے مراحل، کہ ان نامور شخصیات نے دین کو زمانے کے دست وبرد سے محفوظ رکھنے کے لئے بڑی بڑی قربانیاں دیں، جس کے نتیجہ میں وہ اللہ کے محبوب ومقرب بندوں میں شامل ہوئے۔

انسانی زندگی کا تیسرا مرحلہ بڑھاپے سے دوچار ہوتا ہے، اس میں کمزوری اور ضعف کے اثرات نمودار ہوتے ہیں، اسی عمر کے انسان اپنے علم اور تجربے کی بنیاد پر کسی کام کے لئے منصوبہ بندی تو کر سکتے ہیں لیکن عملی طور پر جدوجہد سے قاصر رہتے ہیں، ایسے سن رسیدہ بوڑھے لوگوں کا اکرام کرنا، ان سے ادب واحترام سے پیش آنا انسانی فریضہ بھی ہے اور اسلامی تعلیمات کا بنیادی حصہ بھی، اس سے بلند اخلاق کی بنیادیں تعمیر ہوتی ہیں، اگر کوئی انہیں از کار رفتہ تصور کرکے بے یارومددگار چھوڑ دیتا ہے تو یہ گناہ ہے، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ جو بھی نوجوان کسی بوڑھے کی اس کی عمر کی وجہ سے عزت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے میں اس کی عزت کرنے والا مقدر میں لکھ دیتا ہے، جو لوگ اپنے ضعیف وناتواں والدین کو اولڈ ہاؤس میں ڈالتے ہیں انہیں مذکورہ حدیث سے عبرت حاصل کرنا چاہئے، اس لئے کہ قرآن وحدیث میں بوڑھے والدین کی خدمت کو عبادت قرار دیا گیا ہے، اللہ ہمیں جوانی کی قدر کرنے، بوڑھوں کا احترام کرنے اور بچوں پر شفقت سے پیش آنے کی توفیق بخشے۔

## ظلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرو

حضرت موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے، لیکن جب اس کی گرفت کرتا ہے تو اسے چھوڑتا نہیں، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی و کذلک اخذربک اذااخذ االقری وھی ظالمة ان اخذہ الیم شدید (مسلم شریف)

**وضاحت**:۔ دنیا کے تمام مذاہب وادیان نے تمام مخلوقات کے ساتھ خیرخواہی وہمدردی کرنے کی تعلیم دی ہے، کسی کی حق تلفی کرنا جان ومال اور عزت وآبرو پر دست درازی کرنا قانونا جرم ٹھہرایا گیا، کیونکہ اگر انسان دوسرے کا حق لے لے یا اس کو اس کے حق سے محروم کردے یا کم دے تو یہ بھی ظلم ہے، کیونکہ اس سے ناانصافی ہوتی ہے، جو فتنہ وفساد کا باعث ہے، اس لئے اس طرح کی حرکت کرنے والا مستحق سزا ہے، چنانچہ ظالموں کو اس کے ظلم وزیادتی سے باز رکھنے کی کوشش سب کو مل کر کرنی چاہئے، اگر اس کی روک تھام کی کوشش نہ کی گئی تو وہ ظالم پوری قوم اور ملک کے امن وامان کو برباد کرڈالے گا، جس کے نتیجہ میں سماجی زندگی کے تانے بانے بکھر جائیں گے اور دنیا حقیقی آرام وسکون سے محروم ہوجائے گی، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ظالم کو اپنے ظلم پر پچھتاوا نہیں ہوتا ہے اور وہ ظلم کئے جاتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کی گرفت نہیں ہوگی مگر اللہ اسے ڈھیل دیتا ہے پھر جب اس کی پکڑ کرتا ہے تو دنیا وآخرت دونوں جگہ اس کی سزا بھگتا ہے، کیونکہ جب اللہ پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ سخت اور دردناک ہوتی ہے، اس لئے انسانوں کو نہ تو ظلم وزیادتی کی راہ اختیار کرنی چاہئے اور نہ ہی مظلوموں کو اپنے دفاع سے گریز کرنا چاہئے۔ بلکہ اس کو اپنے حق وانصاف تک رسائی کے لئے پوری جدوجہد کرتے رہنا چاہئے تاکہ دنیا میں عدل قائم ہو اگر ظالم اپنی حرکت سے باز نہ آئے تو مسلمانوں کو اجازت ملی ہے کہ سب مل کر اس کے خلاف آواز بلند کریں اور اس کو قانون کے آگے سرنگوں ہونے پر مجبور کریں۔

# دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

## تیمّم کب اور کیسے:

تیمّم کی اجازت کس صورت میں ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب ــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

تیمّم کی اجازت اس صورت میں ہے، جب کہ وضو یا غسل جنابت کے لیے پانی موجود نہ ہو، یا پانی ہو لیکن اس کے استعمال پر قدرت نہ ہو، یا اس کا استعمال صحت کے لیے نقصان دہ ہو، مرض کے بڑھ جانے کا ظن غالب ہو، اللہ پاک کا ارشاد ہے۔ ''اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضاء حاجت سے فارغ ہو یا بیوی سے صحبت کرے، پھر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کرو، اس طرح کہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کو مسح کرو'' (سورة المائدہ: ٦)

''ولو كان يجد الماء الا انه مريض يخاف ان استعمل الماء اشتد مرضه أو أبطابرؤه يتيمم، ويعرف ذٰلک الخوف اما بغلبة الظن عن امارة أو تجربة أو اخبار طبيب حاذق مسلم غير ظاهر الفسق'' (الفتاوىٰ الهندية ١/٢٨)

تیمّم خواہ وضو کا ہو یا غسل کا، اس کے کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے نیت کرے کہ میں پاکی حاصل کرنے اور عبادت کے لیے تیمّم کررہا ہوں، اس کے بعد بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو پاک مٹی یا اس کی جنس کی چیز: اینٹ، پتھر، دیوار وغیرہ پر اس طرح مارے کہ ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوں، اس کے بعد ہاتھوں میں اگر مٹی لگی ہو تو اس کو جھاڑ کر اپنے چہرہ پر اس طرح پھیرے کہ کوئی حصہ باقی نہ رہ جائے، اس کے بعد دوبارہ دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مارے، پھر اسی طرح ہاتھوں سے مٹی جھاڑ کر پہلے بائیں ہتھیلی سے دائیں ہاتھ کا کہنیوں سمیت مسح کرے، پھر دائیں ہتھیلی سے بائیں ہاتھ کا کہنیوں سمیت مسح کرے، اگر ہاتھ کی انگلیوں میں انگوٹھی ہے تو اس کے نیچے بھی مسح کرے، مسح میں اس بات کا خیال رکھے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھوں کا کوئی حصہ چھوٹنے نہ پائے۔

''وشرطها أن يكون المنوى عبادة مقصودة لا تصح الا بالطهارة أو الطهارة أو استباحة الصلواة او رفع الحدث او الجنابة'' (البحر الرائق ١/٢٦١) ''عن عمار بن ياسر حين تيمموا مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فأمر المسلمين فضربوا باكفهم التراب و لم يقبضوا من التراب شيئاًفمسحوا بوجوههم مسحةًواحدةًثم عادوا فضربوا باكفهم الصعيد مرة اخرى فمسحوا بايديهم'' (سنن ابن ماجه/٤٣؛ باب التيمم ضربتين)

## گرم پانی کی موجودگی میں تیمّم:

ایک شخص کے لیے ٹھنڈا پانی نقصان دہ ہے، لیکن گرم پانی نقصان دہ نہیں ہے، اور گرم پانی کا نظم بھی ہے، لیکن اس کے باوجود وہ تیمّم کرکے نماز پڑھتا ہے تو نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

تیمّم اس وقت درست ہے، جبکہ پانی موجود نہ ہو یا پانی کا استعمال صحت کے لیے نقصان دہ ہو، صورت مسئولہ میں شخص مذکور کے لیے ٹھنڈا پانی گرچہ نقصان دہ ہے، لیکن گرم پانی نقصان دہ نہیں ہے اور گرم پانی کا نظم بھی ہے تو ایسی صورت میں اس کے لیے تیمّم کرکے نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔

''ثم اعلم أن جوازه للجنب عند ابى حنيفه مشروط بان لا يقدر على تسخين الماء و لا على اجرة الحمام فى المصر و لا يجد ثوبا يتدفأ فيه و لا مكانا ياويه كما افاده فى البدائع...... فصار الأصل انه متى قدر على الاغتسال بوجه من الوجوه لا يباح له التيمم اجماعا'' (البحر الرائق ١/٢٤٦)

## وضو اور غسل کے لیے ایک تیمّم:

ایک شخص کو غسل کی حاجت تھی، لیکن پانی اتنا ٹھنڈا تھا کہ اس سے غسل کرنا اپنے آپ کو ہلاکت اور پریشانی میں ڈالنا تھا، تو ایسی صورت میں وہ تیمّم کرسکتا ہے یا نہیں؟ اور ایک ہی تیمّم سے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں اگر واقعی ٹھنڈا پانی صحت کے لیے نقصان دہ ہو اور گرم پانی کا نظم نہ ہو یا گرم پانی بھی صحت کے لیے مضر ہو تو ایسی صورت میں شخص مذکور تیمّم کرسکتا ہے اور اس تیمّم سے نماز بھی ادا کرسکتا ہے، بشرطیکہ اس نے بوقت تیمّم طہارت کی نیت کرلی ہو۔ ''ولا يشترط تعيين الجنابة من الحدث فتكفى نية الطهارة.'' (حاشية الطحاوى/٦٠)

## تیمّم کرنے والے کی امامت:

ایک مسجد کے امام صاحب جو ضعیف ہیں، جاڑے کے موسم میں عام طور سے عشاء اور فجر کی نماز تیمّم کرکے پڑھاتے ہیں، کیوں کہ پانی کافی ٹھنڈا ہوتا ہے، جس کا استعمال ان کے لیے سخت تکلیف اور نقصان کا باعث ہوتا ہے، پیر سوج جاتا ہے، جوڑوں میں درد بڑھ جاتا ہے، جس کی وجہ سے اٹھنا بیٹھنا مشکل ہوجاتا ہے، ایسی صورت میں ان کا تیمّم کرکے نماز پڑھانا اور باوضو لوگوں کا ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں جبکہ امام صاحب کے لیے گرم پانی کا نظم نہیں ہے اور ٹھنڈا پانی ان کے لیے نقصان دہ ہے، تو ایسی صورت میں وہ شرعاً معذور ہیں، وہ تیمّم کرکے نماز پڑھ سکتے ہیں اور پڑھا بھی سکتے ہیں، باوضو لوگوں کا ان کی اقتدا میں نماز ادا کرنا شرعاً صحیح ودرست ہے۔

''و ترجح المذاهب بفعل عمرو بن العاص رضى اللّٰه عنه حين صلى بقومه بالتيمم لخوف البرد من غسل الجنابة و هم متوضئون ولم يأمرهم علية الصلوٰة و السلام بالاعادة حين علم.'' (البحر الرائق ١/٦٣٦) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف

پھلواری شریف

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 04 مورخہ یکم جمادیٰ الثانی ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۷/جنوری ۲۰۲۰ء روز سوموار

## عصر حاضر کے تقاضے

آج پوری دنیا ایک انقلابی دور سے گزر رہی ہے، حالات برابر نیا رنگ اختیار کرتے جا رہے ہیں، ساری قومیں مل کر آئندہ کا نقشہ بنا رہی ہیں، اس ترقی پذیر دنیا میں جہاں ملکوں کا پرانا نظام بدل رہا ہے، وہیں دوسری طرف اسلام دشمن قومیں مادی اور ظاہری طور پر مضبوط ہورہی ہیں اور مسلمانوں کی دینی وملی اور تہذیبی خصوصیات کو مٹانے کی پیہم کوششوں میں لگی ہوئی ہیں، روس کی کمیونزم ہو یا امریکہ و برطانیہ کی سرمایہ دارانہ جمہوریت یا دوسرے یوروپی ممالک کی آمریت و جارحیت، یہ سب نظریات اور نظامہائے حیات کے زبردست سیلاب ہیں جو اسلامی تہذیب وثقافت کو بہالے جانا چاہتے ہیں، آپ نے دیکھا کہ امریکہ اور اس کی حلیف جماعتوں اور ملکوں نے کس بے دردی کے ساتھ افغانستان اور عراق کی اینٹ سے اینٹ بجادی، وہاں کے جنگی طیاروں نے عوام پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے، عورتوں کو بیوہ بنادیا، بچوں کو یتیم کردیا، یہی نہیں بلکہ اس وقت جو لوگ بچے کھچے ہیں وہ خوف ودہشت کے سائے میں زندگی گزار رہے ہیں۔ آئے دن ہلاکتوں کے واقعات پیش آرہے ہیں۔ یہ سب اسی سازش کا حصہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح اسلام کے نام لینے والوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے یا کم ازکم ان کے رشتے کو اسلام سے کاٹ دیا جائے، اس وقت دشمن کی تلوار ایران کے سروں پر لٹک رہی ہے کب اور کس وقت اس پر حملہ آور ہو کر اس کو تباہ و برباد کردے، کچھ نہیں کہا جاسکتا، حقیقت یہ ہے کہ یہ مغربی طاقتیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف محاذ آرائی سے باز نہیں آسکتی، قرآن نے کہا کہ ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا (البقرہ) یہ لوگ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں دین سے پھیر دیں اگر ان کا بس چلے، ہندوستان جیسے جمہوری ملک میں بھی یہی کھیل کھیلا جارہا ہے۔ یہاں کی فرقہ پرست جماعتیں، تنظیمیں اور فاشزم طاقتیں اپنی پوری توانائی صرف کررہی ہیں کہ مسلمانوں کو کس طرح زک پہونچایا جائے، کبھی ان کے شعائر دین کو نشانہ بناتی ہیں تو کبھی فرقہ وارانہ فسادات کرواکر مسلمانوں کی عزت وآبرو جان ومال کو تباہ کررہی ہے، بی جے پی کی مرکزی حکومت نے اپنی دوسری میعاد میں نہایت عجلت میں طلاق ثلاثہ کا قانون منظور کرالیا، اس کے چند دنوں بعد ہی دفعہ ۳۷۰ کو منسوخ کردیا گیا، اسی تناظر میں بابری مسجد کے فیصلہ کو بھی لیا جاسکتا ہے اور اب CAA,NRC اور NPR کے ذریعہ مسلمانوں کو بے وطن کرنے کی جدوجہد جاری ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ملک کی مرکزی حکومت اور انتہا پسند جماعتوں کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان اکثریتی فرقہ کے قومی دھارے میں ضم ہوکر اپنی شناخت کھو بیٹھیں۔ اگر اس عہد انقلاب میں بھی مسلمانوں نے ملکی اور بین الاقوامی سیاست کے بدلتے ہوئے رنگ، بڑی طاقتوں کی بدلتی ہوئی حکمت عملی اور بیمار ذہنیت کی سازشوں سے کوئی سبق حاصل نہ کیا تو انہیں مستقبل میں بڑے نامساعد حالات ومشکلات سے گزرنا پڑے گا۔ یہ خطرات اس بات کا سگنل ہیں کہ ہم خواب غفلت سے بیدار ہوں، دین اسلام کے غلبے اور اس کو نظام حیات کے طور پر نافذ کرانے کے لئے ایک بیدار ملت کی حیثیت سے سوچیں، اپنی صفوں سے فرقوں اور علاقائی حد بندی کو توڑ کر ایک متحد اور انجام بیں قوم کی حیثیت سے دنیا کے سامنے آئیں، باہمی خلوص ومحبت اور ہمدردی وخیر سگالی کے جذبات کو ابھاریں، کسی شاعر نے کہا ہے کہ

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے مشرق ومغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

وقت کا تقاضا ہے کہ مسلمان کلمہ کی بنیاد پر متحد اور منظّم ہوجائیں، اپنے اندر فکر وعمل کے اتحاد کو بیدار کریں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی کامیابی کے شرائط رکھے ہیں ان میں وحدت اسلامی کو لازمی قرار دیا، واعتصموا بحبل اللہ جمیعا' پھر ثابت قدمی اور خدا کی یاد سے دل کو تازہ کرنے کی ترغیب دی۔ اذا لقیتم فئةً فاثبتوا واذکروا اللّٰہ کثیرا لعلکم تفلحون ۔ پھر اس کے بعد کفر وضلالت میں ڈوبی قوم کو اسلام کی آفاقی تعلیمات سے واقف کرائیں، حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب نے لکھا ہے کہ قوموں کی اصلاح کی فکر اور دین حق کی طرف ان کو مائل کرنے کی کوشش اس امت کا فریضہ قرار دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ اس عمل کے سلسلے میں دنیا کے مختلف حصوں سے ان کا رابطہ قائم ہوجانے کے بعد وہ دین واخلاق کے تعلق سے ساری دنیا کے عمل اور رد عمل سے واقف ہورہے ہیں اور اسی بنا پر وہ ان کے بارے میں قیامت کے روز صحیح گواہی دینے والے ثابت ہوں گے، ان کی یہ امتیازی شان جو اللہ کی طرف سے ان کو دی گئی ہے اس کو وسطیت سے تعبیر کیا گیا ہے ان کے لئے محض تمغۂ امتیاز نہیں بلکہ یہ ایک عظیم ذمہ داری ہے۔ (امت مسلمہ رہبر اور مثالی امت ٦٦)

اس دعوت کا مقصد یہ ہے کہ ان کے دل سے جہالت کے پردے کو چاک کیا جائے اور نور الٰہی سے اس کو منور کیا جائے۔ جس طرح رسول اکرم ﷺ نے قیصر وکسریٰ کو توحید کی دعوت دی، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں آپ کو اسلام کی دعوت دے رہا ہوں اگر آپ نے اسے قبول کرلیا تو تمام آفات سے محفوظ ہوں گے اور اللہ کی طرف سے آپ کو دوہرا اجر ملے گا، لیکن اگر آپ نے انکار کیا تو تمام رعایا کا وبال آپ ہی کی گردن پر ہوگا۔ آج کے قیصر وکسریٰ کے کانوں تک نبی کریم ﷺ کا یہ پیغام پہونچایا جائے۔ ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کی تخلیق کرنے والے کان کھول کر سن لیں کہ دنیا میں جب تک توحید کی دھندلی سی بھی روشنی باقی رہے گی اس وقت تک کوئی طاقت مسلمانوں کو فنا نہیں کرسکتی، لیکن اس دعویٰ کو حقیقت میں بدلنے کے لئے مسلمانوں کو مل جل کر محنت کرنی ہوگی۔ اس کے لئے تشریعی طور پر ہماری جو ذمہ داریاں ہیں ان کو ہم پورا کریں اور نتائج کو اللہ کے حوالے کریں۔ ویسے اللہ نے اسلام کی نصرت وحمایت کرنے والوں کو بڑی بڑی بشارتیں سنائی ہیں اور ان کے لئے خصوصی رحمت کے وعدے کئے ہیں ورنہ ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ سبحانہ کو ہماری نصرت اور مدد کی ضرورت نہیں، اگر وہ چاہے تو پورے عالم کو حق کی سعادت نصیب فرمادیں۔

## کل جماعتی میٹنگ

شہریت ترمیمی قانون ۲۰۱۹ء کے آئینی جواز کو چیلنج کرتے ہوئے دائر کی گئیں ۱۴۴/عرضیوں پر سپریم کورٹ نے جواب دینے کے لئے مرکزی حکومت کو چار ہفتے کا وقت دیا ہے تاکہ وہ اس درمیان اپنا موقف عدالت کے سامنے پیش کرے ۲۲/جنوری کو تین ججوں کے بینچ نے اس معاملہ کی سماعت کے لئے ۵/ججوں کی وسیع بینچ بنانے کا بھی اشارہ دیا ہے اور یک طرفہ اس کے اسٹے لگانے سے انکار بھی کردیا، اس طرح عدالت نے اس حساس مسئلہ کو ایک ماہ کے لئے مزید ٹال دیا جبکہ عرضی دائر کرنے والوں کو امید تھی کہ ملک کے موجودہ حالات کے تناظر میں اس معاملہ میں کوئی مثبت پیش رفت ہوگی مگر ایسا کچھ نہیں ہوا گرچہ عدالتی کارروائی کے اپنے طور طریقے ہوتے ہیں، تاہم ملک جس نازک دور سے گذر رہا ہے اور جس طرح اس سیاہ قانون کی وجہ سے لوگوں میں بے چینی اور اضطراب ہے، اس تناظر میں کوئی مثبت پیغام سے ماحول کو خوشگوار بنانے کا اشارہ ملنا چاہیئے تھا، بالآخر مایوسی کے شکار لوگوں نے ملک بھر میں آئین ودستور کے تحفظ کے لئے پرامن احتجاجی مظاہرے کو جاری رکھنے کا فیصلہ کیا کہ مظاہرہ کرنا ہمارا جمہوری حق ہے، اس لئے جب تک اس سیاہ قانون کو منسوخ نہیں کیا جاتا یہ تحریک جاری رہے گی، اس سلسلہ میں ملک کے مختلف شہروں اور قصبات میں دھرنے چل رہے ہیں، جس میں سماج کے مختلف طبقات کے لوگ شامل ہیں، عورتیں، ماؤں اور بہنیں پورے عزم وحوصلہ کے ساتھ اسکو کامیاب بنانے میں لگی ہوئی ہیں، اس وقت ملک کا ہر شہر شاہین باغ بنا ہوا ہے، مزاحمت اور مخالفت کے باوجود ان عورتوں کے پائے استقامت میں کوئی تزلزل نہیں ہے، اس تحریک کو موثر اور باوزن بنانے میں ملک کے امن پسند شہریوں اور سیکولر اقدار کے حامل اصحاب کی بڑی اکثریت کی حمایت حاصل ہے، سیکولر پارٹیاں بھی اپنے اپنے انداز میں اس کی مخالفت میں سرگرم عمل ہے جو وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔

مقام مسرت ہے کہ ۲۲/جنوری کو امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی دعوت و تحریک پر بہار کی اپوزیشن پارٹیوں کی کل جماعتی میٹنگ کانفرنس ہال امارت شرعیہ میں منعقد ہوئی، جس میں حضرت امیر شریعت مدظلہ کے علاوہ قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی وذمہ داران وکارکنان امارت شرعیہ نیز کانگریس پارٹی، راشٹریہ جنتادل، راشٹریہ لوک دل، ہم پارٹی، بھاکپا مالے، لوک جن ادھیکار پارٹی، بام سیف، سی پی ایم، سی پی آئی سمیت ۳۴/سیاسی وغیرسیاسی پارٹی وتنظیموں کے صدور وسکریٹریز ونمائندے اور شہر پٹنہ کی ممتاز ملی جماعتوں کی اہم شخصیات نے بڑی تعداد میں شرکت کی اور بیک زبان CAA,NPR اور NRC کی مخالفت کی اور کہا کہ شہریت ترمیمی قانون ہندوستانی دستور کے بنیادی اصولوں اور دفعات کے خلاف ہے، اس غیر منصفانہ سیاہ قانون کی واپسی تک تحریک جاری رہے گی، اس سلسہ میں ۲۵/جنوری کو انسانی زنجیر اور ۲۹/جنوری کو بھارت بند کا جو اعلان ہوا ہے، اس کی حمایت کی جائے گی، ان اپوزیشن لیڈروں نے بہار حکومت سے بھی مطالبہ کیا کہ وہ NPR کا بائیکاٹ کرے کیونکہ NPR این آرسی کا پہلا قدم اور زینہ ہے، جو کسی بھی طرح ہمیں منظور نہیں، اس میں والدین کی جائے پیدائش اور تاریخ ولادت وغیرہ کے حصوں کو شامل کرکے عام لوگوں کو الجھانے اور ثبوت کے نہ پیش کرنے کی صورت میں بے وطن کرنے کی سازش رچی گئی ہے اس لئے ہمیں NPR بھی قبول نہیں ہے، دوسرے یہ کہ اس طرح کے سیاہ قانون کے ذریعہ مرکزی حکومت مسلمانوں، پسماندہ اقلیتی طبقات، دلتوں، آدی واسیوں کو دوسرے درجہ کا شہری بنانا چاہتی ہے اور وہ اس طرح ملک کو ہندو راشٹر بنانا چاہتی ہے اس لئے دستوری اعتبار سے بھی اس قانون کو کالعدم ٹھہرایا جائے ان حالات میں ضرورت متقاضی ہے کہ ملک کے تمام طبقات کو کھل کر اس قانون کی مخالفت کرنی چاہیئے اور امکان کی حد تک جاری تحریک کو تقویت پہونچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

## بی جے پی میں کھینچا تانی

ذرائع ابلاغ اور خبر رساں ایجنسیوں کی اطلاع کے مطابق بی جے پی کے اندر کھینچا تانی کا دور شروع ہوگیا ہے، خاص کر جب سے پارٹی کے سرکردہ لیڈروں نے شہریت ترمیمی قانون کی حمایت میں ریلیوں کے نکالنے کا فیصلہ کیا اور اسکے لئے ملک گیر تحریک چلا رکھی ہے، اس کے خلاف کئی اراکین اور پارٹی ورکرس کھڑے ہوگئے ہیں، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ پارٹی کے اندر سخت بیزاری ہے اور لوگ بی جے پی اعلیٰ کمان کے آمرانہ طرز عمل سے نالاں ہیں، اس کی ایک تازہ مثال بھوپال کی ہے جہاں مبینہ طور پر بی جے پی اقلیتی سیل کے 48 اراکین نے اس قانون کے خلاف پارٹی کو خیرباد کہہ دیا، جب اقلیتی سیل کے نائب صدر سے میڈیا والوں نے دریافت کیا کہ آپ لوگ پارٹی کیوں چھوڑ رہے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ کیا آپ نے کبھی ایسی حکومت دیکھی ہے جس نے پارلیامنٹ میں قانون پاس کرنے کے بعد اس کے لئے گھر گھر جاکر حمایت مانگی ہو، اگر یہ قانون ملک کے مفاد میں ہوتا تو لوگ اسے خود تسلیم کرلیتے، ایسی ہی ناراضگی دہلی کے کانسٹی ٹیوشن کلب میں آرایس ایس کی تنظیم مسلم راشٹریہ منچ میں دیکھی گئی، جہاں بدگوئی وبدزبانی حتی کہ دھکا مکی تک کی نوبت آگئی تھی، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بی جے پی کے اندر سب کچھ ٹھیک ٹھاک نہیں چل رہا ہے، باضمیر اراکین بی جے پی اس غیر منصفانہ قانون کے قطعی خلاف ہیں، اگر اس طرح بی جے پی کے باضمیر کارکنان ملک کے آئین ودستور کے تحفظ اور امن وامان کے قیام کے لئے اٹھ کھڑے ہوں، تو انتہا پسند اشخاص بیک فٹ پر آجائیں گے اور ملک کی گنگا جمنی تہذیب کو فروغ ملے گا۔

یادوں کے چراغ

## مولانا محمد برہان الدین سنبھلیؒ

# خاموش ہو گیا چمن بولتا ہوا

: مولانا رضوان احمد ندوی

برصغیر ہندو پاک کی ممتاز علمی شخصیت، اسلامی علوم کے رمز شناس اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مایہ ناز استاذ تفسیر وحدیث اور بالغ نظر فقیہ، مربی ومحسن استاذ محترم حضرت مولانا محمد برہان الدین سنبھلی ۱۷/جنوری ۲۰۲۰ء روز جمعہ قبیل عصر رب کائنات سے جاملے، اناللہ وانا الیہ راجعون

دل کو سکون روح کو آرام آگیا موت آگئی کہ یار کا پیغام آگیا

وفات کے وقت ان کی عمر ۸۳/سال تھی، ادھر کئی سال سے علالت کا سلسلہ جاری تھا غالباً ۲۰۰۷ء میں ان پر فالج کا حملہ ہوا، جس کی وجہ سے وہ بیحد کمزور ہوگیے، دواوعلاج مستقل چل رہا تھا، کبرسنی ضعف اور بیماری کی وجہ سے تشویش تو تھی لیکن یہ بالکل اندازہ نہ تھا کہ اتنی جلدی چلے جائیں گے، مگر کیا کیجئے گا کہ وقت موعود آپہونچا تھا، اور اللہ کو پیارے ہوگیے، عمر بھر کی بے قراری کو قرار آہی گیا، زندگی ان کی قابل رشک رہی پھر موت کیوں نہ قابل رشک ہوتی، جمعہ کا دن ملا، عصر کی مبارک گھڑیاں تھیں کہ وہ اپنے رب سے جاملے، البتہ قحط الرجال کے اس دور میں مولانا کا سانحہ ارتحال عظیم نقصان ہے، انہوں نے نصف صدی سے زیادہ تک تعلیم وتدریس، تصنیف وتالیف، فکری وعملی تربیت اور دین کی تشریح وتعبیر میں گذاری اور اس کا حق ادا کیا اور اس حیثیت سے ملک وبیرون ملک ایک متبحر عالم دین، وسیع النظر محقق، تجربہ کار ماہر تعلیم بے مثل استاذ اور پروقار شخصیت کی حیثیت سے مشہور ومعروف ہوئے۔

مولانا محمد برہان الدین سنبھلی ۵/فروری ۱۹۳۷ء کو یوپی کے ضلع سنبھل کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے، ان کی ابتدائی تعلیم وتربیت بزرگوں کے سایہ میں سنبھل میں ہوئی، جہاں انہوں نے ابتدائی عربی دینیات کے ساتھ حفظ قرآن پاک مکمل کیا، پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور اس وقت کے ماہر فن اساتذہ سے اکتساب فیض کیا، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے سامنے بھی زانوئے تلمذ تہہ کرکے درجہ کمال حاصل کیا اور باقاعدہ ۱۹۵۷ء میں سند فراغت پائی اور علوم دینیہ میں عبور حاصل کیا، تحصیل علم کے بعد دہلی کے مدرسہ امینیہ مسجد فتح پوری میں درس وتدریس سے منسلک ہوگیے اور ۱۱،۱۲/سال تک امہات الکتب کی تعلیم دی، قرآن مجید کے مطالعہ کا شوق انہیں شروع سے ہی تھا اس لئے انہوں نے دہلی کے مختلف مساجد میں درس قرآن کا بھی سلسلہ شروع کیا، جو بہت ہی کامیاب وبافیض رہا، اس سے لوگوں کے اندر قرآن فہمی کا ذوق وشوق اور جذبہ ابھرا، ان کی خداداد صلاحیت اور علمی کمالات کی خوشبو بوئے گل کی طرح پورے ملک میں پھیلتی چلی گئی، چنانچہ ۱۹۷۰ء میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی دعوت وتحریک پر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنوسے وابستہ ہوگیے، جہاں تادم مرگ تفسیر وحدیث، فقہ واصول فقہ کی معیاری کتابیں پڑھائیں، مسلم شریف، ابوداؤد شریف، حجۃ اللہ البالغہ آخر عمر تک پڑھاتے رہے، پھر حضرت مولانا محمد اویس ندوی نگرامی کی وفات ۱۹۷۶ء کے بعد یہاں کے شیخ التفسیر کے منصب پر فائز ہوئے، آپ حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کے معتمد لوگوں میں سے تھے، اس لئے حضرت مولانا آپ کا ہر لحاظ سے احترام واکرام فرماتے تھے، اور انہیں ’’رفیق فاضل‘‘ سے خطاب فرماتے، انہوں نے ایک جگہ لکھا کہ خدا کا شکر ہے کہ ہمارے رفیق فاضل مولانا محمد برہان الدین سنبھلی استاذ حدیث وتفسیر کا حدیث وفقہ پر مطالعہ وسیع بھی ہے اور گہرا بھی، انہوں نے دارالعلوم دیوبند سے بڑے امتیاز کے ساتھ فراغت حاصل کی، پھر سالہا سال مدرسہ فتح پوری دہلی میں تدریس کی خدمت انجام دی، اس زمانے میں فقہ سے ان کی مناسبت اور اصابت رائے اور اعتدال وتوازن کا اظہار ہوا، پھر دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تدریس کے لئے ان پر نظر انتخاب پڑی اور وہ دارالعلوم میں آگیے، اب کئی سال سے وہاں حدیث وتفسیر کی اونچی کتابوں کی تدریس کا فرض انجام دیتے ہیں، ان کے اس امتیاز کو دیکھ کر ان کو مجلس تحقیقات شرعیہ کا ناظم بھی بنایا گیا، اس عرصہ میں رویت ہلال پر ان کا فاضلانہ رسالہ شائع ہوکر منظر عام پر آیا اور اس نے اہل علم واہل نظر سے داد تحسین حاصل کی۔ (مقدمہ معاشرتی مسائل ۲) انہوں نے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں طویل عرصہ تک تعلیم وتدریس کے فرائض انجام دیے ان سے استفادہ کرنے والے شاگردوں کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ یہاں اس کی مختصر سے مختصر فہرست بھی پیش نہیں کی جاسکتی، اور یہ سب ان کے اخلاص وللّٰہیت کا ثمرہ ہے، ان کا ظاہر وباطن علم ومعرفت کا حسین سنگم تھا، جب انہوں نے ملک کی روحانی شخصیت شیخ طریقت حضرت مولانا طلحہ کاندھلوی بن شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ سے اصلاح باطن اور راہ سلوک کے منازل طے کئے تو دل بھی مجلیٰ ومصفیٰ ہوگیا، اب ایسے لوگ کم ہیں جو حکیمانہ دماغ کے ساتھ چشم بینا بھی رکھتے ہوں، ساتھ ہی آپ کو قومی وملی معاملات ومسائل سے بھی خاصی دلچسپی تھی، مولانا سنبھلی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سرگرم رکن اساسی تھے اور جب تک صحت وتوانائی قائم رہی اور طبیعت بحال رہی پابندی کے ساتھ اس کے اجلاسوں میں شرکت کرتے رہے اور اپنی آراء سے بورڈ کے کاز کو قوت پہونچاتے رہے، وہ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے بھی نائب صدر تھے، اس لئے اس کے سیمیناروں اور فقہی اجتماعات میں بھی برابر تشریف لاتے اور صاف گوئی کے ساتھ اظہار خیال فرماتے، جن فقہی جزئیات میں اپنی انفرادی رائے رکھتے اس کو بھی پورے اعتماد ویقین اور مستند دلائل کے ساتھ فقہاء کے سامنے رکھتے تھے، جنہیں بسا اوقات تجویز کا حصہ قرار دیا جاتا، حضرت مولانا دارالقضاء اترپردیش کے بھی صدر تھے، اور وہاں بھی شریعت کا واضح موقف رکھتے، ۸۵،۸۶ میں شاہ بانو مقدمہ کے موقعہ پر امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ نے مسلم پرسنل لا کے موضوع پر ایک جامع اسلامی قانون کے مدون کرنے کا فیصلہ کیا، اس کے لئے چند علماء اور فقہاء امت کی ایک کمیٹی تشکیل دی اس میں مولانا مرحوم کو بھی شامل کیا، (بقیہ صفحہ ۱۰/پر)

## کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

# سہرے کی ادبی معنویت

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

سید اعجاز حسن (ولادت ۲۰/جولائی ۱۹۶۰ء) بن جناب محمد ظفر المنان ظفر فاروقی مرحوم محلّہ گنگوارہ ضلع دربھنگہ کے رہنے والے ہیں، سید اعجاز حسن کو کم لوگ جانتے ہیں، البتہ جہاں آپ نے ڈاکٹر امام اعظم کہا تو پوری ادبی، تعلیمی، صحافتی اور سماجی دنیا شناخت کے مرحلے سے بآسانی گذر جائے گی، بہت سارے ان کی ادبی خدمات کے معترف، قدرداں اور مداح بھی مل جائیں گے، کیوں کہ ڈاکٹر امام اعظم کا نام وکام علمی دنیا میں محتاج تعارف نہیں ہے، وہ ایک اچھے خوش اخلاق، ملنسار، دوسروں کے دکھ درد میں کام آنے والے اور چھوٹوں کو بڑا بناکر پیش کرنے والے انسان ہیں، کتابیں دو درجن سے زائد لکھی ہیں، شاعری اور تنقید نگاری کا فن بھی خوب آتا ہے، سب کتابوں کے نام حافظہ کی گرفت میں اس وقت نہیں ہیں، لیکن نصف ملاقات، قربتوں کی دھوپ، مظہر امام کی تخلیقات کا تنقیدی مطالعہ، نئے علاقہ میں (ترجمہ) اقبال انصاری: فکشن کا سنگ میل، مولانا عبدالعلیم آسی: تعارف اور کلام، گیسوئے تنقید، درپن، عہد اسلامیہ میں دربھنگہ اور دوسرے مضامین اور سہرے کی ادبی معنویت فوری طور پرنوک قلم پر آگیے، ان میں سے وہ کئی کے مصنف اور کئی کے مرتب ہیں، ان میں شعری مجموعہ بھی ہے، تنقید وتحقیق اور تاریخ پر ان کا مطالعہ وسیع بھی ہے اور متنوع بھی، آخر الذکر سہرے کی ادبی معنویت ابھی زیر مطالعہ ہے اور اس پر کچھ اظہار خیال کرنا ہے۔

تین سوبیس (۳۲۰) صفحات کی اس کتاب کے بارے میں ڈاکٹر امام اعظم نے اپنے لیے ترتیب وتہذیب کا عنوان لگایا ہے، یہ ان کی انکساری ہے ورنہ یہ کتاب سہرے کی تاریخ بھی ہے اور تحقیق بھی، آپ اسے سہرہ نگاران کی جامع ڈائرکٹری کہہ سکتے ہیں، جامع اس لیے کہ اس میں ایک دو سہرہ کہنے والے بھی ان کی نگاہ سے بچ نہیں پائے ہیں، پتہ نہیں کیوں ان کی دوررس نگاہ ’’گلدستۂ شادمانی‘‘ تک نہیں پہونچ پائی اس مجموعہ کو میں نے الحاج شفیع الرحمان صاحب کے دوسرے صاحب زادہ جناب سعید الرحمان سید کی شادی میں مرتب کیا تھا، اس میں مولانا سید محمد شمس الحق صاحب سابق شیخ الحدیث جامعہ رحمانی مونگیر، مولانا خلیل الرحمان شاہد قابل پوری کے سہرے شامل اشاعت تھے، یہ عجیب وغریب اتفاق ہے کہ واقف عظیم آبادی کو چھوڑ کر ان میں سے کسی کا نام سہرا نگاری کی فہرست میں نہیں آسکا، کوتاہی مجھ سے ہی ہوئی، میں اس مجموعہ کو ان تک پہونچا نہ سکا، اور یہ سب تاریخی دستاویز میں آنے سے رہ گیے۔

سہرے کی ادبی معنویت کا انتساب ’’قادر الکلام شاعر اور اردو سہرے کی روایت کے ایک اہم علم بردار ارشد مینا نگری کے نام‘‘ ہے، کتاب کا مقدمہ ’’میں پیام نشاط لایا ہوں‘‘ کے عنوان سے سہرے کی تاریخ کے ساتھ سہرا گویان کی لمبی چوڑی فہرست پر مشتمل ہے، جو مجموعے شائع ہوئے اس کی بھی فہرست سازی کی گئی ہے، مقدمہ کا بڑا قیمتی حصہ وہ بھی ہے جس میں مختلف ادبی شخصیات کے تحریری اقتباسات کے ذریعہ سہرے کی ادبی معنویت کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے، شاہد جمیل نے کتاب کا دیباچہ لکھا ہے، اور ان کا خیال بجا ہے کہ ’’ڈاکٹر امام اعظم کی اس کتاب کی اشاعت کے بعد اغلب ہے کہ سہرے کی صنفی وادبی شناخت کا جواز خود بخود پیدا ہوتا جائے گا اور ادب کے محققین اس بحر ذخار کی غواصی کو یقینی بنائیں گے تاکہ جو قیمتی ہیرے یہاں وہاں گرے پڑے ہیں وہ سامنے آسکیں (ص ۴۴)

مضامین اس مجموعہ میں اور بھی ہیں، سب میں قدرے مشترک یہ ہے کہ موضوع گفتگو سہرے کی عظمت، اہمیت ادبی عصری معنویت اور فن کاری کے حوالہ سے گفتگو کی گئی ہے، ارشد مینا نگری اور امان خان کے شعری اسلوب پر بھی سہرا نگاری کے حوالہ سے گفتگو کی گئی ہے، اس حصہ میں جن قلم کاروں کے مضامین ومقالات شامل ہیں ان میں ڈاکٹر امتیاز وحید، پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی، پروفیسر سید شاہ طلحہ رضوی برق، پروفیسر شاکر خلیق، پروفیسر عبدالمنان طرزی، پروفیسر مجید بیدار، اسلم حنیف، احسان ثاقب، تشنہ اعجاز سیف رحمانی، رفیق شاہین اور مامون ایمن پر جاکر اس حصہ کا اختتام ہوتا ہے اور پھر سہرا نگاری کے ذیل میں دوسو پینتیس (۲۳۵) قدیم وجدید شعراء کرام کے سہروں کا بہتر انتخاب شامل کتاب کیا گیا ہے، ان میں بہت مشہور شعراء بھی اور کئی غیر مشہور بھی، ان میں سے کئی کی کائنات شاید وہی ایک دوسہرا ہو جو اس انتخاب میں شامل ہے، اس فہرست کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے کی گئی ہے، اس لیے تقدیم وتاخیر پر جو عموماً اعتراض ہوتا ہے اور آگے پیچھے ہونے کو برائی کا معیار مان لیا جاتا ہے، اس مخمصے سے یہ کتاب پاک ہے، اب اسد اللہ خاں غالب بڑے ہوا کریں، حروف تہجی کے اعتبار سے ارمان نجمی کے بعد ہی جگہ پاسکتے ہیں، اور شیخ محمد ابراہیم ذوق غالب سے جس قدر بھی معاصرانہ چشمک اور برتری کی جنگ لڑتے رہے ہوں ان کے بہت بعد جگہ پائیں گے، وہ تو غنیمت ہے کہ انہوں نے شین میں انہیں شامل کرلیا اگر محمد ابراہیم کے محمد کو سامنے رکھتے تو غالب سے اتنے دور ہوجاتے کہ ان کی معاصرت کا خیال بھی ذہن سے نکل جاتا، ان کے آگے جانے کی صرف ایک شکل تھی کہ شیخ محمد کو سابقہ مان کر ابراہیم کو نام مانا جاتا تو ہی غالب سے اوپر جاسکتے تھے، غالب کو شہ کے مصاحب ہونے کا غم ستایا کرتا تھا اور وہ اپنے نام کے پردے میں ذوق پر اپراد کرتے تھے کہ ’’وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے؟

کتاب ام، آر پبلی کیشن سے چھپی ہے اور اچھی ہے، ہارڈ بائنڈنگ اور اس پر دیدہ زیب کوور اور اس پر سہروں کے مطبوعوں کے ٹائٹل پیج کا عکس ذہن ودماغ پر خوش گوار اثر ڈالتا ہے، آخری سرورق پر ڈاکٹر امام اعظم کو خوبصورت تصویر مومنانہ شان کے ساتھ جلوہ گر ہے، سر پر ٹوپی اور چہرے پر شرعی داڑھی موجود ہو تو ظاہر باطن کا پتہ دیتا ہے، ڈاکٹر امام اعظم ظاہراً اور باطناً مؤمنانہ شان اور شناخت کے ساتھ جیتے ہیں، یہ خصوصیت انہیں اس دور کے بہت سارے ادباء وشعراء سے ممتاز کرتی ہے۔

لائبریری ایڈیشن چارسو پنچانوے روپے میں خریدنے کی سکت نہ ہو تو تین سو پچاس روپے ہی نکالیے پٹنہ رہتے ہوں تو بک امپوریم سبزی باغ، دربھنگہ رہتے ہوں تو ناولٹی بکس قلعہ گھاٹ، سمستی پور میں ہوں تو شمسی بک سینٹر اسٹیشن روڈ اور اگر آپ کولکاتہ میں براجمان ہیں تو عثمانیہ بک ڈپو کولوٹولہ لین کولکاتہ ۷۳ سے حاصل کرسکتے ہیں۔

# قطب عالم حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کے اصلاحی کارناموں کی ایک جھلک

**مولانا رضوان احمد ندوی**

انیسویں صدی میں غیر منقسم ہندوستان میں اسلام بڑے ہی پرخطر دور سے گذر رہا تھا، اس میں نہ صرف مسلمانوں کا سیاسی تسلط واقتدار انحطاط پذیر ہوگیا تھا، بلکہ ان میں مشرکانہ رسم ورواج ، بدعات وخرافات اور باطل نظریات بھی بہت تیزی کے ساتھ عام ہوتے جارہے تھے اور ایسا لگ رہا تھا کہ اسلام کے روشن چہرے غبار آلود ہورہیں، اللہ نے اس کی حفاظت کا تکوینی انتظام فرمایا اور ایسے علماء ربانین کو پیدا کیا جنہوں نے اپنی مجاہدانہ کاوشوں سے مشرکانہ رسومات وبدعات کے خلاف تحریک چلائی اور ہوا کے رخ کو بدل دیا۔

انہیں برگزیدہ شخصیتوں میں یکتائے روزگار قطب عالم حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ (۱۸۴۶ء۔۱۹۲۷ء) کی بھی شخصیت تھی جنہوں نے زبان کھولی، قلم اٹھایا اور کتاب وسنت کی روشنی میں امت کی صحیح سمت میں رہنمائی کی، نتیجہ یہ نکلا کہ صادق کے سامنے کاذب نے وفات پائی، کیونکہ حضرت قطب عالم کی نسبت بڑی قوی نسبت تھی، قدرت نے اس نسبت کے ذریعہ آپ میں پہاڑ کا سا جماؤ، سمندر کی سی گہرائی اور آفتاب کی سی فیض رسائی عطا کی تھی، جن پر نگاہ ڈالی آدمی بن گیا، جس کے لئے دعا کردی وہ سنور گیا، جہاں جاتے انسانوں کا ایک جم غفیر ہوتا جو اپنے حلقہ میں لئے ہوتا، نہ کوئی خبر چھاپی جاتی، نہ اشتہار دیا جاتا، جدھر سے گذر جاتے ہجوم کا ہجوم ٹوٹ پڑتا، بادنسیم کی ہوا چل پڑتی، اللہ نے اپنے اس مخلص بندہ سے اشاعت دین اور تزکیہ نفس کا بڑا کام لیا، بلاشبہ ان کی زندگی جام شریعت کا بہترین نمونہ تھی۔

ان کے اوصاف وکمالات اور دینی وعملی کارناموں پر مولانا سید محمد الحسنی نے ایک کتاب ’’سیرت مولانا محمد علی مونگیریؒ‘‘ کے نام سے لکھی ہے جسے مجلس صحافت ونشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنو نے شائع کیا، جب آپ اس کتاب کو پڑھیں گے تو اس سے آپ کے قلب میں نور اور روح میں احساس پیدا ہوگا اور بلاچوں وچرا اس نتیجہ پر پہونچیں گے کہ حضرت مونگیری اس عہد میں اللہ کی ایک حجت بھی تھے اور اس کی نشانی بھی۔ یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔ اس موقعہ پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کا ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے، جو مولانا نے سیرت محمد علی مونگیری کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ

’’اس دور کے یگانہ روزگار شخصیتوں میں ایک مولانا سید محمد علی مونگیری کی ذات بھی ہے، جو جامعیت وتوازن کا ایک نادر مرقع ہے، جس کی مثال اس دور میں مشکل سے ملے گی، للّٰہیت وربانیت، عشق وخدامستی، کمال اتباع، سنت وفنائیت فی الرسول، اسلام کے لئے دل سوزی اور امت کی فکر، علو ہمت وبلند نظری، تازگی فکر وجرأت اندیشہ، نور بصیرت وفراست ایمانی، حقیقت پسندی وعملیت، زمانہ کی نبض شناسی اور آنے والے خطرات سے آگاہی، وسعت قلب، وسعت نظر، اجتماعی کام کی صلاحیت، مختلف الذوق رفقاء کے ساتھ اشتراک عمل وتعاون کے لئے ہمہ وقت آمادگی، یہ مختلف وبظاہر متضاد صفات وکمالات ان کی ذات میں اس طرح جمع اور پہلو بہ پہلو ضوفگن ہیں کہ دیکھنے والے کے لئے، اور ان کی سوانح کا مطالعہ کرنے والے کی نگاہ کی ہمہ گیری کے لئے یہ ایک مستقل امتحان بن جاتا ہے۔ (سیرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ:۴۱)

یہ خصوصیات وکمالات اویس دوراں حضرت شاہ فضل رحمان گنج مرادآبادی کی دامن تربیت سے حاصل ہوئے، انہوں نے اس جوہر نایاب کو مجلی کیا، راہ سلوک کے مختلف منازل سے گذروایا، پھر اجازت وخلافت سے شرفیاب کیا، اس کے بعد انہوں نے اپنے مرشد کامل کے ایماء پر کان پور کو ترک کرکے وادی غیر ذی زرع مونگیر کو وطن ثانی بنایا، یہاں علوم ظاہری وباطنی کے لئے خانقاہ رحمانی وجامعہ رحمانی کی بنیاد ڈالی، اور رشد وہدایت، تعلیم وتلقین اور تزکیہ باطن کا عمل شروع کیا، جہاں سے ہر شخص اپنے ظرف واستعداد کے مطابق فیضیاب ہوتا رہا، گرچہ آپ کی شہرت ندوۃ العلماء کے بانی ہونے کی حیثیت سے زیادہ رہی، لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ نے فتنہ قادیانت کی سرکوبی اور ردعیسائیت میں اپنی پوری قوت وتوانائی صرف کردی، اس کے لئے بہار کے دور دراز متعدد مقامات کا دورہ کیا، اور مسلمانوں کے رشتہ کو خالق کائنات سے جوڑنے کی تگ ودو کرتے رہے۔

آپ کی اصلاحی کوششوں کی وجہ سے ہزاروں اور لاکھوں لوگوں نے فسق وفجور سے توبہ کرکے دینداری اختیار کی، ایمان وہدایت سے قلب وجگر کو مجلی ومصفی کیا، اس طرح جہاں معاشرتی خرابیاں پھیلی ہوئی تھیں انہیں دور کرنے کی بھی جدوجہد کرتے رہے، جس گاؤں یا جس ضلع میں حضرت مونگیری کے قدم پہونچے ایمان وہدایت کی شمع روشن ہوگئی۔

کمالات محمدیہ کے مصنف جناب محمد علی حسن صاحب نے بعض دوروں کا چشم دید واقعہ قلمبند کیا، وہ لکھتے ہیں کہ ۱۳۲۰ھ میں موضع ہرسنگھ پور ضلع دربھنگہ کے بعض لوگ آپ کو لے گئے، یہاں اس کے اطراف میں اکثر بے نمازی، تاڑی باز، تعزیت پرست تھے، سات یا آٹھ روز اس موضع میں قیام رہا، وہاں کے کل مسکن بجز دو شخصیتوں کے مرید ہوئے اور تعزیہ پرستی سے توبہ کرکے پکے نمازی ہوگئے، اس کے اطراف کے لوگ ۱۰۔۱۰ کوس تک کے آآکر تائب ہوئے، لوگ متحیر تھے کہ وہ تاڑی باز جن کی عمر نشہ میں گذری اور کبھی خیال نہیں آسکتا تھا کہ یہ نشہ چھوڑ دیں گے، جن کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی واعظ یا منع کرنے والا ان کے موضع میں پہونچا انہوں نے یا تو واعظ کو وہاں سے نکالدیا یا خود وہاں سے چلے گئے، وہ لوگ خود بخود آکر توبہ کرتے تھے اور نماز کے پابند ہوجاتے تھے، حیرت ہوتی تھی کہ یہاں نہ وعظ کا کوئی جلسہ ہے کہ لوگ چلے آتے ہیں، نہ خوش الحانی سے بیان ہوتا کہ لوگ اس سے متاثر ہوتے ہیں، نہ کوئی تاکید کررہا ہے اور نہ ڈنڈا لئے پھرتا ہے کہ نشہ چھوڑو، نماز پڑھو، غرض کہ ظاہری اسباب میں سے کچھ نہیں ہے مگر جوق درجوق چلے آرہے ہیں اور تائب ہوتے جارہے ہیں۔

انہوں نے آگے لکھا کہ اس کے بعد اس موضع سے بعض لوگ حضرت قبلہ کو موضع جمال پور (جو راقم الحروف کا وطن بھی ہے) اور بلیا لے گئے جو وہاں سے قریب ہے، وہاں کے لوگ بھی بے نمازی اور نشہ خوری میں مبتلا تھے وہاں بھی یہی ہوا کہ دو روز کے قیام میں سب تائب ہوکر نماز کے پابند ہوگئے، (ص:۱۴۰)

پھر ان کا خدا سے ایسا تعلق اور ربط پیدا ہوگیا جو اتقیا وصلحاء کے یہاں نظر آتا ہے، چنانچہ مولانا سید محمد الحسنی نے سیرت مولانا سید محمد علی مونگیری میں لکھا ہے کہ: اس تربیت واصلاح اور بیعت وتوبہ کے ساتھ آپس کے اختلافات جس طرح ختم ہوئے اور بعض بڑے بڑے طویل نزاع دیکھتے دیکھتے جس طرح رفع ہوئے وہ خود مولانا کا ایک بڑا کارنامہ ہے اور ان کے سوانح وکمالات میں ممتاز جگہ پانے کے قابل ہے، مولانا کے مختصر جملوں اور معمولی نصیحتوں سے تاثیر وانقلاب آفرینی کے وہ مناظر سامنے آئے جو اولیاء متقدمین کے ہاں نظر آتے ہیں، اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی انسان کی قوت وتاثیر کا نتیجہ نہیں بلکہ مشیت الٰہی اور توفیق الٰہی کا کرشمہ ہے، اور خدا کو منظور ہے کہ ان کے ہاتھوں سے رشد وہدایت کا یہ فیض اس طرح جاری ہو کہ بیک وقت پورے پورے علاقے اور انسانوں کی کثیر تعداد سیراب اور فیضیاب ہو۔ وہ آگے لکھتے ہیں کہ:

بھاگل پور کے مسلمانوں میں ایک بات پر کچھ اختلاف ہوگیا تھا، اگرچہ اس کا آغاز دیہات کی پنچایت سے ہوا تھا لیکن آخر میں وہ اتنا بڑھا کہ دیہات اور شہر ہر جگہ مسلمان دو فریقوں میں بٹ گئے اور جنگ وجدال کا بازار گرم ہوگیا، یہاں تک نوبت پہونچی کہ ایک ایک دن میں دیوانی اور فوجداری کے بیس بیس پچیس پچیس مقدمات داخل ہونے لگے، مسلمانوں کے سربرآوردہ لوگوں کے علاوہ ضلع حکام نے بھی مصالحت کی بہت کوششیں کی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔

مولانا بھاگل پور تشریف لے گئے تو لوگوں نے اس موقع کو غنیمت جانا، فریقین کے کچھ نمائندے اور وکلاء مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صلح کے لئے درخواست کی، مولانا نے یہ درخواست منظور کی اور پندرہ دن کے بعد ہزاروں آدمیوں کا اجتماع ہوا، مولانا نے چند ہی کلمات کہے ہوں گے کہ جلسہ کا رنگ بدل گیا، اور وہ لوگ جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے وہ بھائیوں کی طرح گلے مل گئے کہ گویا عید ہوگئی، اور یہ سب اس طرح شم زدن میں ہوا کہ دیکھنے والے محو حیرت تھے، اس عجیب واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مصنف ’’کمالات‘‘ لکھتے ہیں:۔

شاہ جنگی کے تالاب عیدگاہ کے میدان میں ہزاروں آدمیوں کا مجمع ہوا، پہلے جناب مولانا حافظ تجمل حسین صاحب نے قرآن شریف ہاتھ میں لے کر وعظ فرمایا، چونکہ ان میں ظرافت بہت ہے، دوچار کلمے ایسے فرمائے جو سب حاضرین کو ناگوار معلوم ہوئے، مارے رعب وداب کے کچھ بول نہ سکے، چپ چاپ رہے، جب مولانا موصوف نے دیکھا کہ کچھ اثر نہ ہوا تو ناامید وخفا ہوکر گاڑی میں سوار ہوگئے، وقت مغرب قریب تھا، آپ وضو کرنے کو اٹھے، نماز مغرب پڑھ کر کچھ دیر تک اوراد وظائف میں مصروف ہوئے اور سب انتظار میں کھڑے رہے، فریقین کے کارپرداز کاغذات ودستاویزات بغل میں دابے تھے، اور اپنے اپنے ثبوت لئے تھے، اتنے میں ہمارے حضرت قبلہؒ مسجد کے اندر سے برآمد ہوئے اور مسند پر عصا ٹیک کر کھڑے ہوکر دوچار کلمے زبان فیض ترجمان سے فرمانے پائے تھے کہ حاضرین جلسہ پر عجیب اثر پیدا ہوا، سب پر گریہ طاری ہوا اور چیخ پکار ادھر ادھر ہونا شروع ہوئی، سب کا دل امنڈ آیا اور لوگ دوڑ دوڑ کر پائے مبارک پر گرنے لگے، جب اور بڑھا تو دھکے کی نوبت پہونچی، مگر پروانہ وار سب جان دیتے تھے، وہ نظارہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے، اب تک وہ نظارہ سامنے آنکھوں کے گھومتا ہے، اور کلیجہ منھ کو آتا ہے، الغرض ہمارے قبلہؒ نے ہاتھ کے اشارے سے ارشاد فرمایا کہ آپس میں گلے مل جاؤ، بس پھر کیا تھا ہر شخص جوش میں نہایت ذوق وشوق سے آپس میں گلے ملنے لگے اور ایک کو ایک مبارکباد دینے لگے، عید ہوگئی۔

اسی بھاگل پور میں مقلدین وغیر مقلدین کے درمیان ایک طویل نزاع تھا جو کسی طرح ختم نہیں ہورہا تھا، متعدد ممتاز علماء اور مقررین صلح کرانے آئے لیکن ناکام واپس ہوئے، آخر میں وہاں کے چند لوگوں نے مولانا کو دعوت دی اور انہوں نے ایک دن ایک رات وہاں قیام کیا، اور رات کے وقت چند مرتبہ لوگوں کے سامنے کچھ کلمات کہے، اس کا اس قدر اثر ہوا کہ صبح کو یہ سب گروہ جو کل تک برسرپیکار تھے نہ صرف اس جھگڑے سے تائب ہوئے بلکہ مولانا کے ہاتھ پر بیعت بھی کی، بہت سے وہ لوگ جو اہل دل اور مشائخ سے کچھ زیادہ دلچسپی نہ رکھتے تھے اور اپنی محدود دنیا سے باہر سوچنے کے عادی نہ تھے وہ بھی مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کی مجلسوں میں بیٹھے اور بیعت ہوکر واپس ہوئے۔ (ماخوذ سیرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ ص ۳۴۹)

یہ سب کچھ تعلق مع اللہ اور خوف خدا کی وجہ سے تھا، جس نے آپ کو ہر دل عزیز بنادیا تھا، آپ کے حلقہ ارادت میں علماء اور اصحاب علم کی طرح امراء ورؤساء بھی تھے جو اصلاح حال کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ سوانح نگار نے حضرت کے مریدین کی تعداد چار لاکھ تک بتلائی ہے، جو عنداللہ مقبولیت ومحبوبیت کی دلیل ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو اللہ کا ہوجاتا ہے ساری کائنات اس کی فرمانبردار بن جاتی ہے، حضرت قطب عالم نے اس راز کو پالیا تھا، اور آپ کا اسی پر عمل تھا، سنت وشریعت کے خلاف کوئی بات دیکھنا حتی کہ سننا بھی گوارہ نہیں کرتے، یہ تھا حضرت قطب عالم کی انابت الی اللہ اور اتباع سنت کا حال۔ مگر آج کیسے مسلمانوں کو یقین دلایا جائے کہ اللہ کے ساتھ رشتہ کی مضبوطی ہی اصل چیز ہے اور یقیناً بنیادی چیز یہی ہے۔ باقی ساری چیزیں اس کی شاخیں ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت مونگیریؒ کے مرقد پر نور کی بارش برسائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔

# شہریت ترمیمی قانون؛ خطرات اور اندیشے

مولانا محمد ہاشم القاسمی

مرکزی حکومت نے شہریت ترمیمی قانون پر عمل آوری کا اعلان کردیا ہے، اس کے لئے ۱۰/جنوری کو نوٹیفکیشن بھی جاری کردئے گئے ہیں، اس کے بعد NPR کی آڑ میں NRC لایا جائے گا، جس وقت سے مرکز میں نریندر مودی کی زیر قیادت حکومت دوسری معیاد کے لئے برسر اقتدار آئی ہے اس وقت سے ہی مخالف مسلم ایجنڈہ پر عمل آوری میں تیزی اور شدت پیدا کردی گئی ہے۔ حالانکہ یہی ایجنڈہ مودی حکومت کی پہلی معیاد میں بھی رہا ہے لیکن چونکہ اس وقت حکومت کو زیادہ استحکام حاصل نہیں تھا اور اسے اہم ترین فیصلوں پر حلیف جماعتوں کی تائید درکار تھی، یہ تائید لوک سبھا میں نہ سہی لیکن راجیہ سبھا میں ضرور درکار تھی اور اسے کانگریس کو بھی اہم محاذوں پر نیچا دکھانا تھا اس لئے مودی حکومت نے دوسری معیاد کے لئے حالات کو اپنے حق میں سازگار کرنے کے لئے انتظار کیا تھا اور جاریہ سال لوک سبھا انتخابات میں ایک بار پھر پہلے سے زیادہ اکثریت کے ساتھ اقتدار حاصل کرنے کے بعد بی جے پی کو کسی بھی حلیف جماعت تک کی ضرورت باقی نہ رہی، اس صورتحال کو بی جے پی نے مخالف مسلم ایجنڈہ پر عمل آوری کے لئے غنیمت جانا اور پھر اپنے منصوبوں پر عمل آوری کا آغاز کردیا، تین طلاق مسئلہ پر قانون بنایا گیا، پھر جموں وکشمیر میں دفعہ ۳۷۰ کو حذف کردیا گیا، کشمیر میں کئی ماہ کے عرصہ میں بھی حالات پہلے کی طرح معمول پر نہیں آسکے ہیں، اس کے بعد رام مندر کا مسئلہ اٹھایا گیا اور اب سی اے اے اور این آر سی کا شوشہ چھوڑا گیا جس کے بعد سارے ملک میں احتجاج کی ایک شدید لہر شروع ہوگئی ہے، سی اے اے کے تعلق سے حکومت کا کہنا ہے کہ اس کا ہندوستانیوں پر اطلاق نہیں ہوگا اور نہ مسلمانوں کی شہریت متاثر ہوگی، تاہم یہ حقیقت ہے کہ اس قانون کے ذریعہ پڑوسی ملکوں سے آنے والے ان لوگوں کو شہریت دی جائے گی جو اپنے ممالک میں ستائے گئے ہوں، لیکن ان کو شہریت بھی مذہب کی بنیاد پر دی جائے گی، یعنی ہندو کو شہریت دی جائے گی، سکھ کو دی جائے گی اور کرسچین وجین وغیرہ کو بھی شہریت دی جائے گی لیکن مسلمان اگر آتے ہیں تو انہیں کسی بھی قیمت پر شہریت نہیں دی جائے گی، یہ ایک امتیازی سلوک ہی ہے، اس کے علاوہ جب اس ملک کے عوام ہی جن میں ہندو برادری بھی شامل ہے، شدید احتجاج کر رہی ہے تو حکومت پڑوسی ملکوں کے عوام کی فکر کرتے ہوئے ملک کے عوام کی جانب سے کئے جارہے احتجاج کو کچلنے کی کوشش کر رہی ہے، احتجاج کرنے والے نوجوانوں اور طلباء پر طاقت کا استعمال کیا جارہا ہے، ہاسٹلوں میں گھس کر انہیں نشانہ بنایا جارہا ہے، ان پر فائرنگ کی جارہی ہے، اب تک کئی اموات واقع ہوچکی ہیں، لیکن حکومت اپنے اقتدار کے نشہ میں کسی بھی احتجاج کو خاطر میں لانے کو تیار نہیں ہے، اور نہ اپوزیشن جماعتوں کی کوئی بات سننے کو تیار ہے، حکومت کے پاس خود اپنی حلیف جماعتوں کی کوئی اہمیت ووقعت باقی نہیں رہ گئی ہے، یہ جماعتیں بھی محض ہاتھ ملنے تک محدود ہوگئی ہیں۔

جہاں تک این آر سی کی بات ہے اس پر بھی حکومت عوام کو گمراہ کر رہی ہے، ایک طرف وزیر داخلہ امیت شاہ بارہا اعلان کرتے ہیں کہ این آر سی سارے ملک میں نافذ کیا جائے گا، اس کو صرف آسام تک محدود نہیں رکھا جائے گا، وہ یہ بھی اعلان کرچکے ہیں کہ این آر سی کے نفاذ کے لئے ۲۰۲۴ تک کی مہلت کا تعین بھی کرلیا گیا ہے، تاہم دوسری جانب وزیر اعظم یہ بیان دیتے ہیں کہ ان کی حکومت نے ابھی تک این آر سی کی کوئی بات ہی نہیں کی ہے، یہ حکومت کے دو اصل اور اہم ذمہ داروں کی جانب سے تضاد بیانی ہے، اور اس سے ملک کے عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، اس طرح کے بیانات کے ذریعہ عوام گمراہ ہونے والے نہیں ہیں اور عوام کو یہ بات سمجھ میں آچکی ہے کہ حکومت کہتی کچھ ہے اور کرتی کچھ ہے۔ این آر سی کے نفاذ کا مطلب بھی یہی ہے کہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کو نشانہ بنایا جائے، انہیں درانداز قرار دیا جائے اور اگر انہیں بحالت مجبوری اس ملک میں رہنے بسنے کی اجازت دی بھی جائے تو ان کے حقوق کو سلب کرلیا جائے، یہ آر ایس ایس کا ایجنڈہ ہے جس پر بی جے پی حکومت عمل کر رہی ہے۔ آر ایس ایس کے منصوبوں میں یہ بات واضح طور پر شامل ہے کہ مسلمانوں کو اس ملک سے نکال باہر کیا جائے، اس کے بعد پھر دلتوں اور دیگر پسماندہ طبقات کو نشانہ بنایا جائے، تاہم یہ حکومت کی خام خیالی ہے کہ اس ملک کے ۲۵ تا ۳۰ کروڑ مسلمانوں کو اس ملک سے نکال باہر کیا جائے گا، بی جے پی کے منصوبوں میں مسلمانوں کی خاطر خواہ تعداد کو ہندوستانی شہریت سے محروم کرنا شامل ہے، اس مقصد کے لئے سماج میں نفرت کا زہر گھولا جارہا ہے، عوام کو مذہبی خطوط پر بانٹا جارہا ہے، ایک دوسرے کے درمیان دوریاں پیدا کی جارہی ہیں، جب کہ ہندوستان کی یہ انفرادیت رہی ہے کہ یہاں کثرت میں وحدت ہے، یہاں ہر مذہب کے ماننے والے رہتے بستے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ ان کے سماجی روابط ہیں، اس ملک کی یہ بھی انفرادیت ہے کہ یہاں سینکڑوں زبانیں بولی جاتی ہیں، لوگ عید وتہوار ایک دوسرے کے ساتھ مناتے ہیں، آپس میں مذہب یا زبان کی بنیاد پر کسی سے کوئی دشمنی یا نفرت نہیں کی جاتی، لیکن آر ایس ایس اور بی جے پی اپنے ایجنڈہ کی تکمیل کے لئے ہندوستان کے عوام کو بانٹنے پر تلے ہوئے ہیں، ان کے بیچ نفرت کی ایک گہری کھائی پیدا کی جارہی ہے، ایک دوسرے کے تعلق سے ذہنوں میں اندیشے پیدا کئے جارہے ہیں، کیونکہ اسے اندازہ ہے کہ مذہبی منافرت پھیلاتے ہوئے ہی وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوسکتی ہے اور اپنا ایجنڈہ پورا کرسکتی ہے، اپنے اس ایجنڈہ کی تکمیل کے لئے بی جے پی ملک کے اتحاد اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور اتحاد واتفاق کی فضاء کو بھی متاثر کرنے سے گریز نہیں کر رہی ہے، اسے قومی یکجہتی کی کوئی فکر نہیں ہے، اسے اس بات کی بھی پرواہ نہیں ہے کہ عوام کو مذہبی خطوط پر بانٹنے سے ملک کے مفادات ہی متاثر ہوں گے۔

آج ہندوستان کے سامنے سنگین مسائل ہیں، ملک کی معیشت تباہی کے دہانے پر پہونچ چکی ہے، حکومت کے مشیر اور کچھ قریبی حلقے تک یہ کہہ رہے ہیں کہ معیشت سست رفتاری کا شکار ہے اور اگر اس میں جلد نئی جان نہیں ڈالی گئی تو ملک کے لئے مشکل صورتحال پیدا ہوسکتی ہے۔ روزگار کے معاملہ میں بھی اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ ملک میں بیروزگاری کئی برسوں میں اب سب سے زیادہ ہوگئی ہے۔ ملک کی صنعتی پیداوار بھی بہت زیادہ متاثر ہوگئی ہے، نوجوان کالجس اور یونیورسٹیز سے ڈگریاں تو حاصل کر رہے ہیں لیکن انہیں روزگار نہیں مل رہا ہے، انہیں کوئی ملازمت دستیاب نہیں ہے، صنعتوں کے اہم شعبہ جات کی پیداوار کم ہوگئی ہے، ہندوستانی عوام کی قوت خرید متاثر ہوکر رہ گئی ہے، جملہ گھریلو پیداوار گھٹتی جارہی ہے، اس کے باوجود حکومت اس جانب توجہ دینے کے لئے تیار نہیں ہے، اسے معیشت کے استحکام سے زیادہ تین طلاق کے مسئلہ کی فکر ہے، اسے نوجوانوں کو روزگار دینے سے زیادہ سی اے اے اور این آر سی کی پرواہ ہے، ملک بھر میں خواتین کے خلاف جرائم کی شرح انتہائی حدوں کو چھو رہی ہے۔ اس سے ہماری ہندوستانی تہذیب شرمسار ہورہی ہے، سماج میں اس تعلق سے شعور بیدار کرنے اور دیگر اقدامات کرنے پر حکومت کی کوئی توجہ نہیں ہے، وہ صرف نفرت کا سہارا لیتے ہوئے اپنی ناکامیوں کو چھپانے کی کوشش کر رہی ہے، سالانہ دو کروڑ روزگار کا وعدہ اب شاید خود بی جے پی کو مذاق لگ رہا ہوگا۔ پورے پانچ سال میں دو کروڑ نوکریاں نہیں دی گئیں، بیرونی ممالک سے کالا دھن کا وعدہ کرنے والی بی جے پی سوئیز بینک کھاتوں کی تفصیل کو عوام میں ظاہر کرنے کے لئے تیار نہیں ہے، کرپشن کا خاتمہ کرنے کا دعویٰ کرنے والی مودی حکومت نے اب تک لوک پال بل کو پارلیامنٹ میں منظور نہیں کروایا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

# استغفار! گناہوں کا تریاق

یرید احمد نعمانی

کوئی فردِ بشر معصوم نہیں۔ ہر انسان سے خطا، لغزش اور غلطی کا صدور ہوسکتا ہے، لیکن بہترین خطا کار وہ ہے جو اپنے کیے پر نادم وشرم سار ہو، جسے اس حقیقت کا احساس ہو کہ میرا بدعمل محفوظ کرلیا گیا ہے اور میرا رب مجھ سے اس بارے میں یقیناً پوچھے گا۔ یہی وجہ ہے صاحبانِ ایمان کو بار بار گناہوں کے ''تریاق'' کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی دسیوں آیاتِ مبارکہ توبہ واستغفار کی اہمیت بیان کرتی ہیں، سیکڑوں احادیثِ مبارکہ میں انابت اور رجوع الی اللہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ بندہ گناہ کا ارتکاب کرنے کے بعد مایوس و پریشان ہوجائے، بلکہ کتابِ مبین میں خطا کاروں کے واسطے صاف صاف اعلان کردیا گیا ہے: ''اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔'' پھر سچے دل سے استغفار وتوبہ اور باری تعالیٰ کے سامنے اقرارِ معصیت کی خیر و برکات دونوں جہانوں میں نصیب ہوتی ہیں۔ ایک حدیث مبارکہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو کوئی استغفار کو لازم پکڑے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی میں آسانی، ہر غم سے دوری (کا سامان) پیدا فرمائیں گے اور اُسے ایسی جگہ سے رزق نصیب فرمائیں گے، جہاں اس کا گمان بھی نہ ہوگا۔'' (سنن ابوداؤد) دوسری حدیث مبارکہ میں ارشاد فرمایا گیا: ''(قیامت کے روز) جو شخص اپنے نامۂ اعمال میں استغفار کی کثرت پائے، اس کے لیے خوش خبری ہے۔'' (سنن ابن ماجہ) استغفار کا عمل اللہ تعالیٰ کو بے حد محبوب ہے۔

ایک حدیث مبارکہ میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب بندہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ سے رب کریم اس سے زیادہ راضی (اور خوش) ہوتے ہیں، جتنا تم میں سے کوئی (اس وقت ہوتا ہے جب وہ) اپنی سواری پر جنگل و بیاباں میں جارہا ہو، اچانک وہ سواری اس سے گم ہوجائے، اس حال میں کہ اس پر اس کا کھانا پینا (بھی) رکھا ہو، وہ اس (کی واپسی) سے مایوس ہوجائے اور ایک درخت کے سائے میں آکر لیٹ جائے، ابھی وہ اس حال میں ہو کہ دفعتاً دیکھے وہ سواری اس کے پاس کھڑی ہے، بس وہ اس کی لگام تھام لے، پھر مسرت وشادمانی کے عالم میں یہ کہہ بیٹھے: ''اے اللہ! آپ میرے بندے اور میں آپ کا رب۔ (یعنی خوشی کے باعث غلط جملہ کہہ دے۔) (صحیح مسلم)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک عمل سے بھی اُمت کو استغفار کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! اللہ کے سامنے توبہ کرو، بے شک میں بھی دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔'' (صحیح مسلم)

بعض لوگ یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ ہم توبہ کے باوجود گناہوں سے باز نہیں آرہے تو پھر ایسی توبہ اور ایسے استغفار کا کیا فائدہ؟ حالاں کہ حدیث مبارکہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص استغفار کرتا رہے، اُسے (گناہ پر) اصرار کرنے والا نہیں سمجھا جائے گا، اگرچہ دن میں ستر مرتبہ وہ اس گناہ کا ارتکاب کیوں نہ کرے۔'' (سنن ابوداؤد)

مذکورہ حدیث مبارکہ کی تشریح میں حضرات علماء کرام فرماتے ہیں: ''گناہ پر اصرار کرنے والا وہ ہے جو استغفار نہ کرے اور گناہ پر شرمندہ بھی نہ ہو۔'' ابن الملکؒ فرماتے ہیں: ''جو کوئی معصیت وگناہ کا کام کرے اور اس کے بعد استغفار کرلے اور اظہار ندامت سے کام لے، وہ برائی پر اصرار کرنے سے نکل گیا۔'' (عون المعبود)

گناہوں پر شرم سار ہونا، اپنی لغزش کا اقرار کرنا اور اپنے جرم کا اعتراف کرنا، وہ مبارک و بابرکت عمل ہے جس کا توڑ شیطان کے پاس نہیں۔ امام اوزاعی فرماتے ہیں: ''ابلیس نے اپنے چیلوں سے کہا: ''تم انسانوں کو کس طرح گمراہ کرتے ہو؟'' وہ کہنے لگے: ''ہم ہر طریقے اور ہر جہت سے انہیں گمراہ کرتے ہیں۔'' ابلیس نے جواب میں کہا: ''کیا استغفار کے بارے میں بھی تم نے انہیں گمراہ کیا ہے؟'' یہ سن کر ابلیسی گماشتوں نے کہا: ''استغفار تو وہ عمل ہے جو توحید باری تعالیٰ کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔'' (اس پر ہمارا زور کیسے چل سکتا ہے؟) ابلیس نے کہا: ''میں انسانوں کے درمیان ایسی چیز پھیلاؤں گا جس پر انہیں استغفار کرنے کی نوبت نہیں آئے گی۔'' امام اوزاعی فرماتے ہیں: ''شیطان نے انسانوں میں خواہشات وتمناؤں کو پھیلایا (جسے کوئی گناہ نہیں سمجھتا اور اس پر استغفار بھی نہیں کرتا)'' (سنن دارمی: باب فی اجتناب الی ہواء)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جناب نبی کریم سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک شیطان نے (حق تعالیٰ سے) کہا تھا: ''اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! میں ہمیشہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا، جب تک ان کی روحیں ان کے جسموں میں موجود رہیں گی۔'' (جواب میں) اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا: ''میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! میرے بلند مرتبے کی قسم! جب تک میرے بندے مجھ سے مغفرت طلب کرتے رہیں گے، میں انہیں معاف کرتا رہوں گا۔''

آخر میں سمجھنے کی اہم بات یہ ہے کہ توبہ کی تین شرائط ہیں: اول: آدمی گناہ سے فی الفور باز آجائے۔ دوم: اپنے کئے پر نادم ہو۔ سوم: آئندہ اس گناہ کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہو۔ اگر مذکورہ باتوں میں سے ایک بھی کم ہو تو توبہ نامکمل رہے گی۔ یہ شرائط اس وقت ہیں جب معصیت کا تعلق بندے اور رب کے درمیان ہو، اگر وہ گناہ کسی انسان سے بھی متعلق ہے تو اس میں چوتھی شرط یہ ہے کہ صاحبِ حق کو اس کا حق لوٹایا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کثرتِ استغفار کی توفیق مرحمت فرمائے۔ (آمین)

# بی جے پی کے پاپوں کا گھڑا پھوٹنے والا ہے

**اعظم شہاب**

مرکز کی دونفری سرکار جسے لوگ بی جے پی کی حکومت بھی کہتے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ یہ اپنی میقات مکمل کرنے سے پہلے ہی اپنی حکومت کے دن مکمل کرلے گی۔ یہ بات اس لیے نہیں کہی جارہی ہے کہ این آر سی، سی اے اے یا این پی آر کے خلاف پورے ملک میں احتجاج ہورہے ہیں اور لوگ سڑکوں پر اترے ہوئے ہیں۔ بلکہ اس لیے کہ ملک کی تباہ ہوتی معیشت، دن بہ دن بڑھتی ہوئی بیروزگاری، سرکاری محصول کے اداروں کے پرائیویٹائزیشن، تعلیمی اداروں کی بربادی وغیرہ کی جانب سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لیے جس ہتھکنڈے کو استعمال کیا گیا تھا، ملک کے عوام اب اس کو سمجھنے لگی ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ آج پورے ملک میں مسلمانوں کے ساتھ دلت، سکھ، عیسائی غرض کہ عام سیکولر ہندو بھی سڑکوں پر اترا ہوا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ حکومت کے خلاف عام ناراضگی اب مذہب وطبقے کی دیوار پھاند چکی ہے اور حکومت کی یہ کوشش ناکام ہوچکی ہے کہ وہ ملک کے عوام کو یہ باور کرائے کہ یہ احتجاج صرف اور صرف مسلمانوں کا ہے۔ ابتداء میں بی جے پی نے یہ کوشش ضرور کی این آر سی و سی اے اے کے خلاف احتجاج کو مسلمانوں کا احتجاج بنادے، جس میں اس نے اپنی ذیلی تنظیموں کو اپنے موقف کی حمایت کے لیے سڑکوں پر اتارا۔ مسلم راشٹریہ منچ کے تحت کچھ نام نہاد علماء نے بھی حکومت کی حمایت کی، کچھ شاہی اماموں نے بھی ہاں میں ہاں ملایا، لیکن عوام بہت جلد سمجھ گئی یہ سب کس لیے ہورہا ہے۔ عوام نے ان کی اپیلوں، ان کے مقدس و نورانی شبیہوں، ان کی عباوقبا پر لبیک کہنے کے بجائے سڑکوں پر اتر کر اپنے حق کے لیے آواز بلند کرنا زیادہ مناسب سمجھا۔ کیا یہ حسنِ اتفاق نہیں ہے کہ باپردہ مسلم خواتین جو کل تک گھروں کی چہاردیواری سے نہیں نکلتی تھیں، آج حکومت کے خلاف نہ صرف ایک مضبوط آواز بنی ہوئی ہیں بلکہ وہ ملک وآئین کے تحفظ کی اس مہم کی قیادت بھی فرمارہی ہیں، جس میں تمام مذاہب کے لوگ شریک ہورہے ہیں؟

اگر بالفرض حکومت اپنے بنائے ہوئے قوانین واپس نہیں لیتی ہے اور بزورطاقت اس مہم کو کچلنے کی کوشش کرتی ہے تو یہ اس کی دوہری بڑی غلطی ہوگی، جسے اس کے تابوت کی آخری کیل بھی کہا جاسکتا ہے۔ وہ اپنے زیراقتدار ریاستوں میں ظلم وستم کو بطور مثال پیش کرکے لوگوں کو خوفزدہ ضرور کررہی ہے، لیکن براہ راست اس مہم کو طاقت کے زور پر روکنے کی کوشش نہیں کررہی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے پروپیگنڈہ مشینری کے ذریعے اس مہم کو بدنام کرنے کی کوشش کررہی تاکہ عوام کو اس سے بدظن کیا جاسکے۔ لیکن وہ شاید یہ بات بھول رہی ہے کہ گزشتہ ۶؍سالوں سے عوام کو اس مشینری کا بھرپور تجربہ ہوچکا ہے، لہٰذا وہ اس کے پروپیگنڈے کا شکار نہیں ہورہی ہے۔ اپنی اسی کوشش کے تحت اس نے بھیم آرمی کے سربراہ چندر شیکھر آزاد راون کو گرفتار کیا، لیکن عدالت کی پھٹکار نے اس کی رہی سہی کسر بھی نکال دی۔ آزاد کی گرفتاری کو دلت برادی کو خوف زدہ کرنے کے لیے استعمال کیا گیا تھا، لیکن ہوا اس کے برخلاف کہ دلت برادری مزید جوش وجذبے کے ساتھ حکومت کے خلاف میدان میں اتر گئی ہے۔ حکومت کے خلاف اس مہم میں دلت برادری کی جانب سے جو سوالات اٹھائے جارہے ہیں، وہ اب ملکی آئین کے تحفظ کا سوال بن گئے ہیں۔

بھیم آرمی کے سربراہ چندر شیکھر آزاد روان نے جیل سے رہا ہونے کے بعد میڈیا کے سامنے مودی کے اس جھوٹ کو اجاگر کردیا کہ مودی حکومت اس احتجاج کو مسلمانوں کا احتجاج بتاکر ملک کے عوام کو گمراہ کررہی ہے۔ عدالت نے آزاد کے دہلی میں داخلے پر پابندی عائد کردی (جس میں اب کچھ ڈھیل دی گئی ہے)۔ بہت ممکن ہے کہ آئندہ چند روز میں آزاد ایک بار پھر جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہوں، کیونکہ ان کا باہر رہنا مودی حکومت کی ناکامیوں میں سے ایک ہوگا۔ اگر آزاد باہر رہ جاتے ہیں تو بعید نہیں کہ اس احتجاجی مہم سے مسلمان پسِ پردہ چلے جائیں اور دلت ان کی جگہ لے لیں۔ دلتوں کے درمیان اختلاف پیدا کرنے کے لیے آزاد کی رہائی کے وقت گودی میڈیا نے ان کے اور مایاوتی کے درمیان اختلاف کو اجاگر کرنے کی کوشش کی تھی، لیکن اس نوجوان نے جس طرح اسے گھر کا معاملہ بتاکر نظرانداز کیا، وہ اس کی سیاسی سوجھ بوجھ کی نہایت عمدہ مثال ہے۔

اب ذرا کچھ باتیں مسلمانوں کی۔ اللہ کی قدرت کاملہ پر ہم مسلمانوں کا ایمان نہایت قوی ہے۔ ہونا بھی چاہیے کہ اللہ کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن اسی کے ساتھ اللہ کے علیم وقدیر ہونے پر یہ ایمان بھی لازمی ہے کہ اللہ صرف مسلمانوں کا نہیں بلکہ پوری کائنات کا بھی مالک ہے۔ وہ سنگھ پریوار کا بھی مالک وحاکم ہے اور بی جے پی کا بھی۔ وہ ملک کا بھی حاکم ہے اور ملک کی عوام کا بھی، لیکن شاید ہم نے اللہ کی اس وصف پر اپنا ایمان مضبوط نہیں کیا، وگرنہ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا بھی طاقت کا متقاضی ہوتا ہے اور یہ طاقت جسمانی ہونے کے ساتھ ساتھ سماجی وسیاسی بھی ہوتی ہے۔ اس لیے جب بیشتر مسلمان فرقوں اور مسلکوں کے جھگڑے میں الجھے ہوئے تھے تو سنگھ پریوار اپنی صفیں درست کررہا تھا اور حکومت میں آنے کے جتن کررہا تھا۔ سنگھ پریوار کو معلوم ہے کہ اس ملک میں اگر کچھ کیا جاسکتا ہے، اپنے نظریات کو ملک میں نافذ کیا جاسکتا ہے تو اس کے لیے قانون بنانے پڑیں گے اور وہ اس کام میں لگ گیا۔ لیکن اس شر سے خیر کا پہلو یہ نکلا کہ مسلمانوں کو اس بات کا احساس ہوگیا کہ انہیں اللہ کی کبریائی پر ایمان کے ساتھ ساتھ اپنی آواز بھی بلند کرنی چاہیے۔ اس ہنگامے نے مسلمانوں کو ملک کا آئین سمجھادیا اور انہیں یہ بھی سمجھادیا کہ اس آئین نے تمام لوگوں کو برابری کے حقوق دیئے ہیں۔ آئین ہند اور آئین ہند کے معماروں کا جتنا ذکر ان چند مہینوں میں ہوا شاید آزادی کے ستر سالوں میں اتنا نہیں ہوا ہوگا۔ عوام کی اکثریت کو شاید ہی معلوم ہی تھا کہ ملک کا آئین کتنا مضبوط اور مستحکم ہے، جس میں ان کے حقوق کی ضمانت دی گئی ہے اور ملک میں رہنے والے ہر شہری کو مساوی حق اور آزادی سے اپنے مذہب پر عمل کرتے ہوئے جینے کا اختیار دیا گیا ہے۔

ایک تیر سے دو شکار کی کہاوت تو آپ نے سنی ہی ہوگی۔ لیکن مودی حکومت کی مثال دو تیر سے ایک بھی شکار نہیں والی ہوگئی ہے۔ آسام کے ۱۴؍لاکھ ہندوؤں کو ملک کی شہریت دینے کے لیے سی اے اے قانون لایا گیا، لیکن اس نے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ دلتوں کو بھی حکومت کا مخالف بنادیا۔ پھر سی اے اے کی سنگینی کو کم کرنے کے لئے این پی آر لایا گیا، لیکن اپنے نفاذ سے قبل ہی اس نے ملک کے عوام کو یہ سمجھادیا کہ وہ این آر سی کی پہلی کڑی ہے۔ بی جے پی چلی تھی ملک کے عوام کو ہندوتوا کا نشہ پلانے، لیکن یہ داؤ اس پر ہی الٹا پڑ گیا ہے۔ اب اسے بی جے پی کی بدنصیبی کہیں یا ملک کی خوش قسمتی کہ مودی وشاہ کا موازنہ ملک کے عوام ہٹلر ومسولینی سے کرنے لگے ہیں۔ اور شاید یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ ہٹلر ومسولینی کا انجام کیا ہوا تھا۔ اس لیے یہ قیاس یقین کی شکل اختیار کرتا جارہا ہے کہ بی جے پی کی دونفری حکومت اپنی میقات شاید مکمل نہ کرسکے۔ ہمیں یقین ہے کہ بی جے پی کے پاپوں کا گھڑا ابھر چکا ہے اور کبھی بھی پھوٹ سکتا ہے۔

# لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے……

**سہیل انجم**

پاکستان کے انقلابی اور حکومت کے باغی شاعر فیض احمد فیض کی ایک نظم "ہم دیکھیں گے" ان دنوں سرخیوں میں ہے۔ یہ نظم سی اے اے مخالف تحریک کے دوران خوب گائی جارہی ہے۔ اسٹوڈنٹس اور شرکائے تحریک اس سے حوصلہ اور ولولہ حاصل کررہے ہیں۔ کہیں کوئی اکیلا ہی اسے گا رہا ہے تو کہیں طلبہ کا گروپ گا رہا ہے۔ اس کا ترجمہ بھی ہندی اور انگریزی میں ہورہا ہے اور یہ نظم انقلاب کی ایک علامت بن گئی ہے۔ لیکن اس نظم سے ایک طبقہ خائف ہے۔ اسی لیے اس کے خلاف آئی آئی ٹی کانپور کے ایک فیکلٹی ممبر کی جانب سے شکایت کی گئی ہے اور یہ الزام عاید کیا گیا ہے کہ یہ نظم ہندوؤں کے خلاف ہے۔ آئی آئی ٹی کے ذمہ داروں نے ایک کمیٹی تشکیل دے دی ہے جو کئی باتوں کے علاوہ اس کا بھی جائزہ لے گی کہ کیا واقعی یہ نظم ہندو مخالف ہے۔ یہ پہلا موقع نہیں ہے جب اس سے کچھ لوگ خائف ہوگئے ہیں۔ بالخصوص حکمراں ٹولہ۔ اس سے قبل بھی اس نظم نے حکمرانوں کی پیشانیاں شکن آلود کی ہیں۔ آیئے پہلے یہ نظم پڑھتے ہیں۔ نظم یوں ہے:

| | | |
|---|---|---|
| ہم دیکھیں گے | اور اہلِ حکم کے سر اوپر | بس نام رہے گا اللہ کا |
| لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے | جب بجلی کڑکڑ کڑکے گی | جو غائب بھی ہے حاضر بھی |
| وہ دن کہ جس کا وعدہ ہے | جب ارضِ خدا کے کعبے سے | جو منظر بھی ہے ناظر بھی |
| جو لوحِ ازل میں لکھا ہے | سب بت اٹھوائے جائیں گے | اٹھے گا انا الحق کا نعرہ |
| جب ظلم وستم کے کوہِ گراں | ہم اہلِ صفا مردودِ حرم | جو میں بھی ہوں اور تم بھی ہو |
| روئی کی طرح اڑ جائیں گے | مسند پہ بٹھائے جائیں گے | اور راج کرے گی خلقِ خدا |
| ہم محکوموں کے پاؤں تلے | سب تاج اچھالے جائیں گے | جو میں بھی ہوں اور تم بھی ہو |
| یہ دھرتی دھڑ دھڑ دھڑکے گی | سب تخت گرائے جائیں گے | ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے |

دراصل اس نظم کا اصل عنوان ہے "ویبقیٰ وجہ ربّک"۔ یہ سورۂ رحمان کی ایک آیت کا ٹکڑا ہے جس کا مفہوم ہے کہ صرف اللہ کی ہی ذات باقی رہے گی۔ لیکن اب یہ نظم "ہم دیکھیں گے" کے عنوان سے پوری دنیا میں مشہور ہوچکی ہے۔ اس وقت سی اے اے کے خلاف جو تحریک چل رہی ہے اس میں جامعہ ملیہ اسلامیہ اور جے این یو کے طلبہ اور دوسرے لوگ بھی اس نظم کو گروپ کی شکل میں گا گا کر حکمرانِ وقت کو جگانے کی کوشش کررہے ہیں اور یہ بتانے کی بھی کوشش کررہے ہیں کہ یوم حساب ضرور آتا ہے اور ہر حکمراں کے دن ایک نہ ایک دن لد جاتے ہیں۔ یہ ایک فوجی حکمراں کے دور اقتدار میں لکھی گئی تھی۔ وہ فوجی حکمراں تھے جنرل ضیاء الحق۔ جنرل ضیا ۱۹۷۷ء میں فوجی بغاوت کے نتیجے میں اقتدار پر قابض ہوئے تھے۔ فیض نے یہ نظم ۱۹۷۹ء میں کہی تھی۔ جنرل ضیاء نے اس نظم پر پابندی عاید کردی تھی۔ انھوں نے ساڑی باندھنے پر بھی پابندی لگادی تھی۔ پاکستان کی معروف سنگر اقبال بانو نے اس پابندی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ساڑی باندھ کر لاہور میں پچاس ہزار کے مجمع میں اسے گایا تھا۔ قابل ذکر ہے کہ اقبال بانو نے ۱۹۸۴ء میں یہ نظم گائی تھی۔ اس وقت تک فیض کے انتقال کو دو سال ہوگئے تھے اور جنرل ضیا کے دور حکومت کا خاتمہ ان کے ایک فضائی حادثے کے ساتھ ۱۹۸۸ء میں ہوا تھا۔ اس نظم کے خلاف شکایت دراصل شاعری کے بارے میں ناسمجھی کی علامت ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اُس مصرعے پر اعتراض ہے جس میں بت اٹھوانے کی بات کہی گئی ہے۔ لیکن شکایت کنندہ اور اس کے حامیوں کو یہ نہیں معلوم کہ مذکورہ مصرعہ ایک علامتی مصرعہ ہے۔ ارض خدا کے کعبے کا مطلب حکمرانوں کے محلات ہیں اور بت سے مراد ان محلات میں بیٹھے ہوئے حکمرانِ وقت ہیں جو عوام سے اپنی پوجا کروا رہے ہیں۔ فیض کہتے ہیں کہ لوح ازل میں یعنی قرآن مجید میں لکھا ہے کہ ایک دن وہ آئے گا جب سب کا حساب کتاب ہوگا اور جب ظالموں کا ظلم ختم ہوجائے۔ چونکہ فیض ایک کمیونسٹ شاعر تھے اس لیے اس نظم میں انھوں نے اپنے کمیونسٹ نظریات بھی داخل کیے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جب ظالم حکمرانوں کے تاج اچھال دیئے جائیں گے اور ان کے تخت گرا دیئے جائیں گے تو اس کے بعد اقتدار عوام کے ہاتھ میں آئے گا جو صدیوں سے دبے کچلے اور محرومی کے شکار رہے ہیں۔ اس نظم کو ہندودشمن کہا جارہا ہے حالانکہ اس کا ایک مصرعہ اسلام کے نظریات کے منافی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ اٹھے گا انا الحق کا نعرہ۔ یہ نعرہ صوفی سرمد نے لگایا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ میں ہی حق ہوں، یعنی اللہ کی جو ذات ہے وہی میری بھی ذات ہے، ہر ذی روح میں اللہ موجود ہے، یہ صوفیا کے ایک طبقہ کا نظریہ ہے۔ اسلام کا اصل نظریہ یہ ہے کہ اللہ خالق ہے وہ مخلوق نہیں ہے۔ اس نے سب کو پیدا کیا ہے کسی نے اسے پیدا نہیں کیا ہے۔ سورۂ اخلاص میں کہا گیا ہے کہ اس نے نہ کسی کو جنا ہے اور نہ ہی کسی نے اسے جنا ہے۔ اس لحاظ سے انا الحق کا نعرہ اسلام کے خلاف ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس زمانے کے حکمراں اورنگزیب نے صوفی سرمد کا سر قلم کروادیا تھا کہ یہ تو کفر بک رہا ہے۔ انا الحق کا نظریہ دراصل ہندوؤں کے اس نظریے سے میل کھاتا ہے جس میں انسان کہتا ہے کہ میں ہی برھمّ ہوں۔ اس لیے یہ کہنا کہ یہ نظم ہندو مذہب کے خلاف ہے، سراسر جہالت ہے۔ جہالت کی بنیاد پر ہی اس کے خلاف شکایت کی گئی ہے۔ اس معاملے پر کافی بحث ومباحثہ ہوچکا ہے اور اب بھی جاری ہے۔ کسی ایک بھی سنجیدہ شخص نے اس شکایت کی حمایت نہیں کی ہے۔ امید ہے کہ آئی آئی ٹی کی کمیٹی حقیقت حال کو سمجھے گی اور صحیح نتیجے پر پہنچے گی۔

سید محمد عادل فریدی

## اخبارِ جہاں

# ۳۴؍ہندوستانی سعودی عرب میں پھنسے، وطن واپسی کے لیے مانگی مدد

سعودی عرب میں راجستھان، بہار اور پنجاب کے تقریباً ۳۴؍افراد پھنسے ہیں جو وطن واپسی کے لئے حکومت سے مدد کی درخواست کررہے ہیں۔ تمام افراد نے ویڈیو بنا کر سوشل میڈیا پر پوسٹ کی ہے، جس میں وہ اپنی رہائی کے لئے مدد مانگ کررہے ہیں۔ تمام لوگ ایک ہی کمپنی میں کام کرتے ہیں۔ یہ تمام نوجوان راجستھان کے علاوہ بہار اور پنجاب کے ہیں۔ تمام سعودی کے تبوک شہر میں واقع ایک کیمپ میں بند ہیں۔ بتایا جارہا ہے کہ انہیں چھ ماہ سے تنخواہ نہیں مل رہی ہے۔ میڈیکل کارڈ بھی نہیں بن پارہا ہے۔ اس سے طبی سہولیات بھی نہیں مل پارہی ہیں۔ ان کے پاس کچھ روپے تھے وہ بھی ختم ہو چکے ہیں۔ اب کھانے کے بھی لالے پڑ جائیں گے۔ ویڈیو میں نوجوان الزام لگارہے ہیں کہ پاکستان اور بنگلہ دیش کے سفارتخانے اپنے شہریوں کی پرواہ کررہے ہیں، مگر ہندستانی سفارتخانہ ان کے مسئلہ پر توجہ نہیں دے رہا ہے۔ شیخاوٹی میں بیرون ملک بھیجنے کا بہت بڑا دھندہ ہے۔ شہر میں کافی فرضی ایجنٹ ہیں۔ وہ لوگوں کو غلط ویزا دیکر بھیج دیتے ہیں۔ اس سے لوگ پریشان ہوتے ہیں۔ ایجنٹ روپے بھی لے لیتے ہیں۔ بڑی تنخواہ کا جھانسہ دیکر انہیں بھیجا جاتا ہے۔ (یواین آئی)

# ٹرمپ، شی، اور مودی انسانی تہذیب کے لے خطرہ: جارج سوروس

امریکہ کی معروف شخصیت ارب پتی جارج سوروس نے کہا ہے کہ دنیا تاریخ کے ایک ایسے مقام پر کھڑی ہے جہاں جمہوری معاشروں اور ماحولیاتی تبدیلی کے چیلنجز سے انسانی تہذیب کے وجود کو خطرہ لاحق ہے۔ ڈیووس میں عالمی اقتصادی فورم میں ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جارج سوروس نے کہا کہ قوم پرستی کھلے معاشرے کی سب سے ''بڑی دشمن'' ہے۔ انہوں نے انڈیا کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ جمہوری معاشروں کو سب سے بڑا خطرہ قوم پرستی سے ہے۔ سوروس ایک بہتر جمہوری نظام کے لیے ملکوں کے درمیان وسیع تر اشتراک کے حامی ہیں۔ وہ چالیس سال سے دنیا کے ۱۲۰؍ملکوں میں فلاحی کام کرنے والی تنظیم اوپن سوسائٹی فاونڈیشنز کے سربراہ ہیں اور تنازعات کا شکار بھی رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ''سب سے بڑا اور خوفناک دھچکا انڈیا میں لگا ہے جہاں جمہوری طریقے سے منتخب نریندر مودی ایک ہندو قوم پرست مملکت قائم کررہے ہیں، جنہوں نے مسلم آبادی والے کشمیر کو اجتماعی طور پر معتوب کر رکھا ہے اور جو ملک کے لاکھوں مسلمانوں کو ان کی شہریت سے محروم کرنے کی طرف گامزن ہیں۔ (بی بی سی لندن)

# اقوام متحدہ کے ماہرین کا سعودی ولیعہد محمد بن سلمان کی تفتیش کا مطالبہ

اقوام متحدہ سے منسلک انسانی حقوق کے ماہرین نے مطالبہ کیا ہے کہ ایمازون کے سربراہ جیف بیزوس کا فون ہیک ہونے کے معاملے میں سعودی عرب کے ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان پر لگنے والے الزامات کی فوری تفتیش ہونی چاہیے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ محمد بن سلمان سے یہ بھی پوچھا جانا چاہیے کہ وہ ''مسلسل ذاتی سطح پر ان لوگوں کو نشانہ بنانے کی کوشش کیوں کرتے رہے جنہیں وہ اپنا دشمن گردانتے تھے۔'' اطلاعات کے مطابق محمد بن سلمان کے زیر استعمال فون نمبر سے بھیجے گئے ایک پیغام کے ذریعے بیزوس کے فون میں موجود ڈیٹا تک رسائی حاصل کی گئی تھی۔ امریکہ میں سعودی سفارتخانے سے جاری ہونے والے بیان میں کہا گیا ہے کہ فون ہیک کرنے کی خبریں ''نامعقول'' ہیں اور اس معاملے کی تحقیقات ہونی چاہیں۔ تاہم ذاتی حیثیت میں اقوام متحدہ کے لیے کام کرنے والے ماہرین کا کہنا ہے کہ بیزوس کے فون ہیکنگ کے معاملے میں سعودی ولی عہد کے ''ممکنہ کردار'' کی بہرحال تفتیش ضروری ہے۔ اقوام متحدہ سے منسلک جن ماہرین نے یہ مطالبہ کیا ہے، ان میں ایگنس کیلا مارڈ اور ڈیوڈ کائے شامل ہیں۔ (بی بی سی لندن)

# آسٹریلین پروفیسر نے ایران کی جاسوس بننے سے انکار کردیا

برٹش آسٹریلین پروفیسر ڈاکٹر کیلی مور گلبرٹ مشرق وسطیٰ امور کی ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ میلبورن یونیورسٹی میں اسلامی علوم کی پروفیسر بھی ہیں۔ وہ ۲۰۱۸ء سے تہران کے شمال میں واقع اوین جیل (زندان اوین) میں قید ہیں۔ ان کو جاسوسی کرنے کے الزام میں دس برس قید کی سزا سنائی گئی تھی۔ کیلی مور نے جیل حکام کو ایک خط لکھا تھا، جو خفیہ طریقے سے برطانوی اخبار گارڈین اور ٹائمز آف لندن تک پہنچا اور انہوں نے گزشتہ منگل کو یہ شائع کیا تھا۔ کیلی مور گلبرٹ نے ہاتھ سے لکھے گئے ایک خط میں اپنے کیس مینیجر کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے، ''میں جاسوس نہیں تھی اور میں نے کبھی بھی کسی ملک یا تنظیم کے لیے جاسوسی نہیں کی اور مجھے نہ ہی جاسوسی کرنے میں کوئی دلچسپی ہے۔ لہذا میرے اس خط کو پاسداران انقلاب کی انٹیلی جنس برانچ کی طرف سے جاسوسی کرنے کی پیش کش کے جواب میں قطعی طور پر انکار سمجھا جائے، میں ایران کی قید سے نکل کر ایک آزاد عورت بن کر ایک آزاد زندگی گزارنا چاہتی ہوں، میں دھونس اور دھمکیوں کے سائے میں زندگی بسر نہیں کرنا چاہتی۔'' (ڈوئچے ویلے جرمنی)

# حرمِ مکی: اللہ کے مہمانوں کے لئے ۲۰۰۰؍مفت وہیل چیئرز

حرمین شریفین کی جنرل پریذیڈنسی میں نقل وحمل کی خدمات سے متعلق انتظامیہ نے رواں سال کی پہلی سہ ماہی کے دوران مسجد حرام میں آنے والے اللہ کے مہمانوں کے لیے ۲۰۰۰؍وہیل چیئرز مفت فراہم کی ہیں۔ اس اقدام کا مقصد زائرین کو سہولت فراہم کرنا ہے تاکہ وہ اپنے مناسک آسانی اور سکون کے ساتھ ادا کرسکیں۔ مسجد حرام میں نقل وحمل کی خدمات کے انتظامی ڈائریکٹر بندر خوج نے واضح کیا کہ بیت اللہ کے زائرین کے لیے یہ مفت وہیل چیئرز حرم مکی کے صحنوں کے داخلی راستوں پر تقسیم کے لیے قائم کیے گئے خصوصی کیبنوں میں دستیاب ہیں۔ دوسری جانب حرمین شریفین کے امور کی پریذیڈنسی میں خواتین کی تربیت کی اکیڈمی کی جانب سے (TOT) پروگرام پر عمل درآمد جاری ہے۔ اس پروگرام کا مقصد تربیت حاصل کرنے والی خواتین کو جدید سائنسی اور ٹکنالوجی مصنوعات سے استفادے کے لیے تیار کرنا ہے۔ (العربیہ ڈاٹ نیٹ)

## بزنس روزگار وغیرہ

# دنیا بھر میں ۴۷؍کروڑ افراد بے روزگار: اقوام متحدہ

اقوام متحدہ کے لیبر ڈپارٹمنٹ کی سالانہ ''ورلڈ ان امپلائمنٹ اینڈ آؤٹ لک'' رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں ۴۷؍کروڑ افراد بے روزگار ہیں۔ آئی ایل او کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ دنیا بھر میں ۲۸؍کروڑ ۵۰؍لاکھ افراد چھوٹی ملازمتوں سے منسلک ہیں، جبکہ بے روزگاری کی شرح عالمی لیبر فورس کا ۱۳؍فیصد ہے۔ رپورٹ میں اس بات کا بھی اندیشہ ظاہر کیا گیا ہے کہ سست معیشت کے باعث نوکریوں میں کمی سے بے روزگاری میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ ورلڈ لیبر ڈپارٹمنٹ کے مطابق گذشتہ عشروں میں بے روزگاری کی شرح مستحکم رہی، گذشتہ سال بے روزگاری کی فیصد ۵ء۴؍فیصد رہی جس میں بہتری کے امکان نہیں جبکہ روزگار کے بہتر مواقع سے محرومی سماجی بدامنی کا باعث بن سکتی ہے۔ دوسری جانب آئی ایل او کے سربراہ گائے رائیڈر نے کہا ہے کہ بہتر روزگار تک عدم رسائی عالمی سطح پر احتجاجی تحریکوں کا باعث بن سکتی ہے، یہ انتہائی تشویشناک صورتحال ہے۔ رائیڈر کا کہنا تھا کہ کام کرنے والے کروڑوں افراد کے لئے بہتر زندگی گزارنا مشکل ہورہی ہے، عدم مساوات اور اخراج لوگوں کو بہتر نوکری اور بہتر مستقبل کے حصول سے روک رہا ہے۔ (یواین آئی)

# ضرورت سے زیادہ ٹیکس وصول کرنا سماجی ناانصافی: جسٹس بوبڑے

سپریم کورٹ کے چیف جسٹس شرد اروند بوبڑے نے ملک کی عوام پر ٹیکس کے بوجھ کم کرنے اور ملک کی ہمہ جہت ترقی کے لئے خصوصی کوشش کئے جانے کی مرکزی حکومت کو صلاح دی ہے۔ جسٹس بوبڑے نے ٹیکس اپیلٹ ٹربیونل کے ۷۹؍ویں سالگرہ کے موقع پر تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''ضرورت سے زیادہ ٹیکس'' کو سماجی ناانصافی کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ٹیکس چوری ملک کے شہریوں کے تئیں سماجی ناانصافی ہے تو من مانے طریقے سے اور ضرورت سے زیادہ ٹیکس وصول کرنا حکومت کی جانب سے کی گئی سماجی ناانصافی ہے۔ چیف جسٹس نے ٹیکس سے متعلق تنازعوں میں ٹربیونلوں کے کردار کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ تنازعہ کے حل کے لئے تشکیل عدالتیں ملک کے لئے وسائل اکٹھے کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ جسٹس بوبڑے نے کہا ہے کہ ٹیکس ایسا موضوع ہے جس سے جڑے مسئلوں سے نمٹنے کے لئے ماہرین کی ضرورت ہوتی ہے۔ انکم ٹیکس ٹربیونل عدالت کو بوجھ کم کرنے کی سمت میں تعاون دے رہا ہے۔ (یواین آئی)

# جے این یو طلبہ کو پرانے ضابطے کے تحت رجسٹریشن کی اجازت

دہلی ہائی کورٹ نے جواہر لال نہرو یونیورسٹی (جے این یو) کے طلبہ کو موسم سرما کے سیمسٹر کے لئے پرانے ہاسٹل ضوابط کے مطابق رجسٹریشن کرانے کی اجازت فراہم کردی ہے۔ درخواست گذاروں کے وکیل نے جمعہ کو عدالت میں دائر پٹیشن میں کہا کہ نئے ضابطے کے مطابق ہاسٹل فیس میں اضافہ کردیا گیا ہے، جس سے مخصوص طبقے کے طالب علم بری طرح متاثر ہوئے ہیں، اس سے ریزرویشن زمرے پر اثر پڑا ہے اور جے این یو طلبہ یونین کی ہاسٹل انتظامیہ میں نمائندگی کم ہوئی ہے۔ درخواست میں کہا گیا ہے کہ فیصلہ سازی کا پورا عمل من مانا، غیر قانونی اور ناقص ہے۔ فیس میں اضافہ سے طلبہ بری طرح متاثر ہوئے ہیں اور طلبہ کی نمائندگی کے بغیر فیصلہ سازی کا عمل اپنایا گیا ہے۔ وکیل نے ہاسٹل کے ضابطے میں خط افلاس سے نیچے، اقتصادی طور پر کمزور زمرے کی شروعات کو غیر معقول اور من مانا قرار دیا ہے۔ (یواین آئی)

# چھتیس گڑھ کے اسکولوں میں ہر سوموار کو ہوگی آئین پر بحث

چھتیس گڑھ کے سبھی تعلیم اداروں میں اب ہر سوموار کو دعاء (پرارتھنا) کے بعد آئین سے متعلق مختلف بنیادی موضوعات پر بحث ہوگی۔ ریاست کے شعبۂ تعلیم نے سبھی اسکولوں کو نوٹیفکیشن بھیج کر اس کی ہدایت جاری کی ہے۔ شعبۂ تعلیم کے ذریعہ جاری ہدایت نامہ میں کہا گیا ہے کہ مہینے کے پہلے ہفتے میں آئین کے پیش لفظ (Preamble) پر گفتگو ہوگی، دوسرے ہفتے میں آئین میں مذکور بنیادی حقوق پر بات ہوگی، تیسرے ہفتے میں بنیادی فرائض کے تعلق سے گفتگو کی جائے گی، اور چوتھے ہفتے میں ریاست کے تعلق سے رہنما خطوط زیر بحث آئیں گے۔ واضح ہو کہ چھتیس گڑھ کے وزیر اعلیٰ بھوپیش بگھیل نے اسمبلی کے سرمائی سیشن کے دوسرے دن یوم آئین (Constitution Day) کے موقع پر یہ اعلان کیا تھا کہ ریاست کے تعلیمی اداروں میں طلبہ وطالبات کو آئین ہند سے واقف کرانے کے لیے ہر سوموار کو پروگرام منعقد کیے جائیں گے تاکہ بچوں کو آئین ہند کے بارے میں معلومات ہوسکے۔ (سنڈیکیٹ نیوز فیڈ)

# یونیورسٹی اور کالج طلبہ کو یو جی سی سے غیر منظور شدہ ڈگریاں نہ دے: یو جی سی

یونیورسٹی گرانٹ کمیشن (یو جی سی) نے تمام یونیورسٹیوں، کالجوں اور تعلیمی اداروں کو خبردار کیا ہے کہ وہ طلبہ کو ایسی ڈگریاں نہ دیں جنہیں یو جی سی سے منظوری نہیں ملی ہے۔ یو جی سی نے سبھی یونیورسٹیوں کو لکھے گئے خط میں کہا ہے کہ ایسے معاملے سامنے آئے ہیں کہ کچھ یونیورسٹیاں اور تعلیمی ادارے طلبہ کو ایسی ڈگریاں دے رہے ہیں جو یو جی سے سے منظور شدہ نہیں ہیں۔ جس کی وجہ سے ڈگریوں کے تعلق سے شکایتیں مل رہی ہیں اور جن طلبہ کو یہ ڈگریاں دی جارہی ہیں ان کو مختلف طرح کی دشواریاں پیش آرہی ہیں۔ یو جی سے کے ذریعہ لکھے خط میں کہا گیا ہے کہ یونیورسٹیوں، کالجوں اور تعلیمی اداروں کو یو جی سی کے ضابطوں اور قوانین پر عمل کرنا چاہئے، اور صرف وہی ڈگریاں دینی چاہئیں جنہیں یو جی سی کی منظوری ملی ہو۔ جس یونیورسٹی کو جن شعبوں کے لیے ڈگری دینے کی منظوری دی گئی ہے صرف وہی ڈگریاں دیں۔ اگر کسی یونیورسٹی کو یو جی سی کے ذریعہ منظور شدہ ڈگریوں کے علاوہ ڈگریاں دینی ہوں تو اسے ڈگری کورس شروع کرنے کی منظوری لینے کے لیے یو جی سی کو چھ مہینے پہلے اطلاع دینی ہوگی، یونیورسٹی کو مذکورہ کورس شروع کرنے کی وجہ اور اس کی ساری تفصیلات بھی بتانی ہوں گی۔ (سنڈیکیٹ نیوز فیڈ)

طب و سائنس

# کدو کے فوائد

پروٹین کی حامل غذاؤں یعنی گوشت اور دودھ وغیرہ کو اعلیٰ سمجھا جاتا ہے جبکہ سبزیوں اور دالوں کو ادنیٰ تصور کیا جاتا ہے۔ تمام غذائیں ایک انمول تحفہ ہیں اور ان کے ہر گروپ میں مختلف اجزاء پائے جاتے ہیں جن کا متوازن استعمال جسمانی نشوونما کے لیے ضروری ہے۔ سبزیوں میں سے ایک "کدو" بھی ہے جو لذت کے ساتھ ساتھ اپنے اندر بے پناہ طبی خواص بھی رکھتا ہے۔ کدو جسم کے درجہ حرارت کو معمول پر رکھتا ہے اور بخار میں بھی مفید ہے۔ اس کے علاوہ بادی پن اور بلغم کی شکایت سے دوچار مریض اگر کدو کے ساتھ سیاہ زیرہ اور بڑی الائچی ملا کر استعمال کریں تو انہیں ان شکایات سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔ اس کے علاوہ گرمیوں کے موسم میں کدو کھانے سے پیاس کی شدت میں کمی ہوتی ہے۔ معدہ کی تیزابیت دور ہوتی ہے اور دل و دماغ کو تقویت ملتی ہے۔ ہلکی آنچ پر پکایا ہوا کدو کا سالن ایک قدرتی ٹانک ہے اس میں نہ صرف فولاد بلکہ کیلشیم، پوٹاشیم، وٹامن اے اور بی بھی پائے جاتے ہیں۔ اس میں بہت سے معدنی اور روغنی نمکیات بھی مناسب مقدار میں موجود ہوتے ہیں جو جسم کو توانائی فراہم کرتے ہیں۔ محنت اور مشقت کرنے والے افراد کے لیے کدو اور چنے کی دال کا پکوان بہترین اور قوت بخش غذا کی حیثیت رکھتا ہے۔ گوشت اور گرم مصالحے کی آمیزش سے نہ صرف اس کی تاثیر میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے بلکہ ذائقہ بھی بہتر ہو جاتا ہے۔ طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کا گوشت کے ساتھ استعمال زیادہ مفید بتایا گیا ہے۔ دالوں میں جس طرح مونگ کی دال بے ضرر تصور کی جاتی ہے اس طرح کدو کو سبزیوں میں بے ضرر خیال کیا جاتا ہے ذیل میں دیئے گئے چند ٹوٹکوں سے اس کی افادیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

**سرسام:** سرسام سر میں ورم کی ایک بیماری ہے جس کے لیے کدو بہت مفید ہے۔ کدو کا رس لے کر اس میں ہموزن روغن کنجد ) تلوں کا تیل( شامل کر کے تانبے یا پیتل کی دیگچی میں ڈال کر اس حد تک پکائیں کہ تمام رس جل جائے اور محض تیل باقی رہ جائے۔ اسے کپڑے سے چھان لیں اور تیل کو بوتل میں محفوظ کر لیں۔ بوقت ضرورت تھوڑے تھوڑے وقفے سے مریض کے سر پر مالش کر کے گرم کی ہوئی روئی باندھیں۔ اس سے نہ صرف سرسام میں افاقہ ہوگا بلکہ بے خوابی اور عام سردرد وغیرہ کے لیے بھی مفید ہے۔

**کان کا درد:** کان میں پانی چلا جائے یا پھر کان میں درد ہو تو اس کے لیے بھی کدو کا پانی پینے سے فائدہ۔ کسی بھی پنساری سے روغن گل لے کر اس میں اس کے ہم وزن کدو کا پانی ملا لیں۔ کان کے درد کی صورت میں اس محلول کے دو سے تین قطرے کان میں ڈالیں، انشائاللہ درد سے راحت ملے گی۔

**بچھو کا ڈنک:** گھر میں کسی کو بچھو ڈنگ مار دے اور فوری طور پر ڈاکٹر تک پہنچنے میں دشواری ہو تو آپ کدو کے گودے سے مریض کو فوری طبی امداد دے سکتے ہیں۔ ڈنگ والی جگہ پر کدو کے گودے کا اچھی طرح لیپ لگا دیں اور ساتھ ہی اسے اس کا پانی بھی پلائیں، زہر کا اثر زائل ہو جائے گا۔

**سر کی خشکی:** روزمرہ زندگی میں خواتین کو سر کی خشکی کا سامنا رہتا ہے۔ جس کے علاج کی خاطر وہ طرح طرح کے شیمپو استعمال کرتے ہیں۔ اگر آپ کو بھی یہی مسئلہ درپیش ہے تو بازار سے روغن کدو لیں اور اس سے سر کی اچھی طرح مالش کریں۔ اس کے علاوہ آپ دودھ میں روغن کدو کا ایک چمچ ڈال کر استعمال کیا کریں اس سے نہ صرف خشکی کا خاتمہ ہوگا بلکہ یہ دل کی دھڑکن کو بھی معمول پر رکھنے کے لیے مفید ٹوٹکہ ہے۔

**دانت کا درد:** دانت اگر درد کرنا شروع کر دے تو پھر کہیں چین نہیں ملتا اور مریض اس سے نجات کے لیے طرح طرح کے ٹوٹکے آزماتا نظر آتا ہے۔ اگر آپ بھی اسی صورت حال سے دوچار ہیں تو کدو کا گودا پانچ تولے اور لہسن ایک تولہ لے کر دونوں کو ایک سیر پانی ڈال کر خوب اچھی طرح سے پکائیں جب گودا آدھا جل جائے تو نیم گرم پانی سے کلیاں کریں۔ انشاء اللہ درد میں افاقہ ہوگا۔

**حلق کا ورم:** آواز کا بیٹھ جانا معمول کی شکایت ہے جو کسی بھی شخص کو ہو سکتی ہے۔ اس سے چھٹکارے کے لیے کدو کے نیم گرم پانی سے غرارے کریں۔ اس کے علاوہ یہ ٹوٹکہ خناق جیسی تکلیف میں بھی راحت کا باعث بنتا ہے۔

**ھونٹ پھٹنا:** مغز تخم، کدو شیریں۔ گوند کتیرا، ہموزن لے کر خوب باریک کر کے رات کو سوتے وقت ہونٹوں پر لگا کر سو جائیں۔ صبح گرم پانی سے صاف کر لیں۔ ایک ہی مرتبہ کے استعمال سے فائدہ ہوگا۔

**بدن کی پھنسیاں:** کدو کا پانی پھنسیوں پر لگانے سے پھنسیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کے گودے کا لیپ بھی فائدہ مند ہے۔ کدو کا چھلکا زخموں کے لیے مفید حیثیت رکھتا ہے۔ سب سے پہلے اس کے چھلکوں کو سائے میں خشک کریں اس کے بعد ان کی مطلوبہ مقدار لے کر انہیں جلا دیں اور باریک کر کے محفوظ کر لیں۔ یہ راکھ زخم پر چھڑکنے سے زخم جلد مندمل ہوگا۔

**بواسیر:** کدو کے چھلکے میں قدرت نے بواسیر جیسی تکلیف کے لیے بھی شفا رکھی ہے۔ اس کے لیے کدو کے حسبِ ضرورت چھلکے لے کر انہیں سائے میں خشک کر کے باریک پیس لیں۔ دن میں صبح و شام چھ ماشہ سے ایک تولہ تک ان چھلکوں کو تازہ پانی کے ساتھ کھا لیں۔ اسے اپنا معمول بنا لیں۔ یہ ٹوٹکہ نہ صرف بواسیر کے مریضوں کے لیے مفید ہے بلکہ خونی پیچش کے لیے بھی لاجواب ہے۔

**زیادہ چھینکیں آنا:** اگر چھینکیں مار مار کر آپ کا برا حال ہو جاتا ہے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اس کے لیے بھی آپ روغن کدو کے دو چار قطرے ناک میں ٹپکا دیں۔ چھینکیں آنا بند ہو جائیں گی۔ قبض کشا: ایسے مریض جن کو دائمی قبض کی شکایت ہو، وہ بھی کدو سے مستفید ہو سکتے ہیں کدو کے استعمال سے مرض کے رفع ہونے میں مدد ملتی ہے۔

**مکھیوں سے بچاؤ:** کسی چیز کو مکھیوں سے محفوظ رکھنے کے لیے اس پر کدو کی بیل کے پتے رکھ دیں۔ مکھیاں ہرگز اس پر نہ بیٹھیں گی۔ اگر شیر خوار بچوں پر دن کے وقت کدو کے پتے رکھ دیئے جائیں تو بھی مکھیوں سے محفوظ رہیں گے۔

**یرقان:** ایک عدد کدو لے کر اسے ہلکی آگ میں جلا کر بھرتا بنا لیں اور اس کا پانی نچوڑ کر اس میں تھوڑی سی مصری ملا کر پی لیں۔ یرقان کے لیے بہت مفید ہے۔

## ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

### دفعہ ۳۷۰ رکو رد کرنے کی عرضیوں کو بڑی بینچ کو بھیجنے کے سلسلے میں سپریم کورٹ کا فیصلہ محفوظ

سپریم کورٹ نے جموں و کشمیر سے متعلق دفعہ ۳۷۰ رکو رد کرنے کے لیے چیلنج کرنے والی عرضیوں کو بڑی بینچ کے سپرد کرنے یا نہ کرنے کے معاملے میں جمعرات کو فیصلہ محفوظ رکھ لیا۔ جسٹس این وی رمن کی صدارت والی پانچ رکنی بینچ نے عرضی گزاروں اور مرکزی حکومت کے دلائل سننے کے بعد فیصلہ محفوظ رکھ لیا۔ عرضی گزاروں کی جانب سے دنیش چترویدی، راجیو دھون اور سنجے پارکھ نے دلائل دیں جبکہ اٹارنی جنرل کے کے وینو گوپال نے مرکزی حکومت کا موقف رکھا۔ (یو این آئی)

### مسلمانوں میں خوف کا ماحول، مودی حکومت ذمہ دار: دی اکونومسٹ

لندن کے مشہور انگریزی ہفتہ وار میگزین ''دی اکونومسٹ'' نے اپنے ایک مضمون میں شہریت ترمیمی قانون سمیت مختلف ایشوز کو لے کر مودی حکومت پر حملہ کیا ہے۔ اس کے مطابق پی ایم مودی مہاتما گاندھی کے اصولوں کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔ ملک کے الگ الگ حصوں میں شہریت ترمیمی قانون کے خلاف احتجاجی مظاہرہ جاری ہے۔ مظاہرین مودی حکومت سے اس قانون کو واپس لینے کی مانگ کر رہے ہیں۔ اسی درمیان لندن سے شائع ہونے والے رسالہ ''دی ایکونومسٹ'' کی کور اسٹوری میں شہریت قانون سمیت مختلف ایشوز کو لے کر مودی حکومت کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ مضمون میں مودی حکومت پر ملک میں الگاؤ پیدا کرنے کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ مضمون کے مطابق مودی حکومت نے شہریت ترمیمی قانون میں بدلاؤ کر کے پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان سے مظلوم کا شکار ہو کر آنے والے لوگوں کو (جس میں ہندو، سکھ، عیسائی، جین، بودھ اور پارسی مذہب کے لوگ شامل ہیں) شہریت دینے کا اعلان کیا، لیکن اس قانون میں مظلوم مسلمانوں کو شامل نہیں کیا ہے اور اسی لیے پورے ملک میں احتجاجی مظاہرے ہو رہے ہیں۔ مضمون کے ایک حصے میں لکھا گیا ہے کہ بی جے پی حکومت سبھی ہندوستانیوں کے لیے ایک رجسٹر بنانا چاہتی ہے، جس میں 1.3 ارب ہندوستانیوں کے ڈاٹا کو شامل کیا جائے گا اور غیر قانونی پناہ گزینوں کی شناخت کی جائے گی۔ لیکن ملک میں حالات یہ ہے کہ 20 کروڑ مسلمانوں میں سے لاکھوں کے پاس شہریت ثابت کرنے کے لیے کوئی ثبوت تک نہیں ہے، ان کے پاس کوئی کاغذ نہیں ہے۔ اس حالت کو لے کر ملک کے مسلمان خوفزدہ ہیں۔ انھیں لگتا ہے کہ وہ ملک سے باہر کر دیے جائیں گے۔ ''دی اکونومسٹ'' کے مضمون میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حکومت نے ڈٹینشن کیمپ بنانے کا حکم دے دیا ہے جس سے مسلمانوں میں مزید خوف ہے۔ مضمون میں مودی حکومت پر ہندوستانی آئین کے ساتھ کھلواڑ کرنے کا بھی الزام عائد کیا گیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مودی حکومت آئین میں موجود ضابطوں کو کمزور کر رہی ہے اور اس کا اثر دہائیوں تک ملک پر دیکھنے کو ملے گا۔ ''دی اکونومسٹ'' کا کہنا ہے کہ حکومت کے اس طرح کے قدم سے ملک میں تشدد بھی برپا ہو سکتا ہے لیکن مذہب اور قومی شناخت کی بنیاد پر تفریق پیدا کرنے سے بی جے پی حکومت کو فائدہ مل سکتا ہے۔ شائع مضمون میں یہ بات بھی واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ شہریت قانون اور این آر سی جیسے اقدام سے ملک کے لوگوں کا دیگر ایشوز، مثلاً معیشت اور بے روزگاری سے دھیان بھی ہٹائے جانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ مضمون میں الزام عائد کیا گیا ہے کہ لوگوں کے ذہن میں خوف بیٹھا کر مودی حکومت اقتدار پر قابض رہنا چاہتی ہے۔ قابل غور بات یہ بھی ہے کہ مضمون میں مہاتما گاندھی کے اصولوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ پی ایم مودی ان کے اصولوں کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔ (قومی آواز)

### خادم الحجاج کے لیے آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ ۲۲ رفروری

بہار ریاستی حج کمیٹی نے اپنے ایک آفیشیل پریس ریلیز کے ذریعہ مطلع کیا ہے کہ حج ۲۰۲۰ء کے لیے حج کمیٹی آف انڈیا ممبئی کے سرکولر نمبر ۸ رمورخہ ۲۲ رجنوری ۲۰۲۰ء کے ذریعہ صوبہ بہار کے مرد و خواتین سرکاری ملازمین سے خادم الحجاج کے لیے آن لائن درخواست حج کمیٹی آف انڈیا کے ویب سائٹ www.hajcommittee.gov.in پر آن لائن طلب کی گئی ہے۔ خادم الحجاج کے لیے حج کمیٹی آف انڈیا کے ذریعہ جاری کردہ ضروری شرائط کا ہونا لازمی ہے۔ خاص شرائط یہ ہیں کہ (۱) درخواست دہندگان حج وعمرہ اور دیگر مناسک حج کے متعلق معلومات رکھتے ہوں اور خود حج وعمرہ بھی کر چکے ہوں۔ (۲) درخواست دہندہ کی عمر ۳۱ رمئی ۲۰۲۰ء کو ۲۵ رسال سے ۵۸ رسال کے درمیان ہو۔ (۳) درخواست دہندہ عربی زبان سے اچی طرح واقف ہو۔ یہ شرائط پوری کرنے والے امیدوار جن کے پاس ۲۳ ردسمبر ۲۰۱۹ء یا اس سے قبل کا جاری کردہ مشین ریڈیبل انٹرنیشل پاسپورٹ ہو جس کی میعاد ۲۰ رجنوری ۲۰۲۱ء تک ہو وہ آن لائن درخواست پر کرنے کی مقررہ آخری تاریخ ۲۲ رفروری ۲۰۲۰ء تک آن لائن کرنے کے بعد، آن لائن درخواست کی ہارڈ کاپی سبھی مطلوبہ دستاویز کے ساتھ ریاستی حج کمیٹی کے دفتر میں جمع کر سکتے ہیں۔ درخواست کے ساتھ درخواست دہندہ کو اپنے کیڈر کنٹرولنگ آتھوریٹی کے ذریعہ جاری کردہ این او سی منسلک کرنا ضروری ہے، این او سی کا فارمیٹ بہار ریاستی حج کمیٹی کے دفتر سے حاصل کیا جا سکتا ہے یا www.biharstatehajcommittee.org سے ڈاؤنلوڈ کیا جا سکتا ہے۔ درخواست دہندہ کو درخواست کے ساتھ اس بات کا اقرار نامہ دینا ضروری ہے کہ اس ان کے کوئی بھی رشتہ دار حج پر نہیں جا رہے ہیں اور سعودی عرب میں کسی بھی معلم سے ان کے تعلقات نہیں ہیں یا ان کی خدمات تین یا اس سے زائد بار سی جی آئی جدہ کے ماتحت نہیں ہوئی ہے۔ اسی طرح حج ۲۰۱۹ء کے لئے خادم الحجاج کے طور پر انکا انتخاب نہیں ہوا ہے۔ منتخب شدہ خادم الحجاج دوران سفر ۴۰ ردنوں تک عازمین حج کی خدمت پر مامور رہیں گے۔ (پریس ریلیز)

### ملک کو مذہب کے نام پر تقسیم نہیں ہونے دیں گے: چندر شیکھر راون

بھیم آرمی کے سربراہ چندر شیکھر راون نے پٹنہ کے سبزی باغ اور ہارون نگر میں سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کے خلاف احتجاجی مظاہرہ میں شرکت کی اور مظاہرین کی حوصلہ افزائی کی، انہوں نے کہا کہ بھیم راؤ امبیڈکر نے ملک کو ایک خوبصورت آئین دیا ہے، جس میں سبھی مذاہب کے لوگوں کو برابر کا حق دیا گیا ہے۔ اور یہ حق کوئی ہم سے چھین نہیں سکتا۔ آج ایک بار پھر ملک کو مذہب کے نام پر تقسیم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، لیکن یہاں کے امن پسند عوام حکومت کے منصوبے کو ناکام کر دیں گے۔ انہوں نے مرکزی حکومت پر نشانہ سادھتے ہوئے کہا کہ حکومت عوام کی آواز کو لاٹھی اور گولی سے دبانا چاہتی ہے، لیکن اب یہ ممکن نہیں ہے، پورے ملک کے عوام اب بیدار ہو چکے ہیں۔ (عوامی نیوز)

# منشیات کے تباہ کن اثرات

**مولانا محمد شاہ نواز سمستی پوری**

اللہ رب العزت نے انسانوں کو عقل وشعور کی نعمت عطا کی ہے، اس کا صحیح استعمال جادہ منزل تک لے جاتا ہے اور اس میں نقص وفتور بے راہ روی کی راہ پر لگاتا ہے، اس لیے اس کی قدر کرنا انسانی فریضہ ہے۔

حیات انسانی میں اتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہے انسان کا یہ لازمی خاصہ ہے کہ اس کی زندگی میں مسائل آتے ہیں، آلام و مصائب سے اسے واسطہ پڑتا ہے، پریشانیاں ومشکلات لاحق ہوتی ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ پریشانیوں اور مشکلاتوں سے چھٹکارا چاہتا ہے، دردوالم اور رنج وغم کو بھلاتا ہے، اپنے مسائل کو ہلکا کرنا چاہتا ہے۔ معاشرے میں ایسے بہت سے لوگ ہیں جو اپنے مشکلات ومسائل کو ''نشہ'' کے ذریعے بھلاتے اور ہلکا کرتے ہیں۔

نشہ کی تاریخ بہت پرانی ہے، طرح طرح کی نشہ آور چیزوں کا استعمال ہوتا چلا آرہا ہے اور اس کے سہارے انسان اپنے آپ کو بھولتا اور کھوتا رہا ہے، نشہ کو وہ ایک سہارے کے طور پر استعمال کرتا ہے، مگر یقین جانیئے! سہارے آدمی سے استقامت چھین لیتے ہیں۔ ایسے بے شمار مرکبات ہیں جنہیں بطور نشہ استعمال کیا جاتا ہے، ان میں معروف نام شراب، بھنگ، چرس، گانجا، افیون اور کوڈین ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ تباہی کا ذریعہ انگوری شراب ہے، غریبوں اور کچھ ''اعلی ذوق'' والوں نے تاڑی کو اس کا ''خوشگوار بدل'' مانا ہے، سکھاڑ کے موسم میں اس کی بہار آتی ہے اور کچھ لوگ اس بدمزہ بودار مشروب کو پاک کر یوں خوش ہوتے ہیں جیسے دولت کونین پا گئے۔

آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جہاں بہت ساری جدید ایجادات کی وجہ سے زندگی آسان ہوتی جارہی ہے، وہیں عیاشیاں، نفسانی خواہشات کی غلامی اور فیشن پرستی میں بھی بڑی تیزی سے بڑھوتری ہورہی ہے، ایجادات میں اضافے ہورہے ہیں نشہ آور چیزوں میں بھی نئی نئی مصنوعات آرہی ہیں، ''یک گونہ بے خودی'' کے لئے جب شراب، بھنگ، چرس، افیون کمزور محسوس ہونے لگے، تو دواؤں اور انجکشنوں نے ان کی جگہ لینا شروع کردیا ہے، یہ زیادہ اثردار ہیں اور منہ بدمزہ بھی نہیں ہوتا؛ مگر یہ ایجاد اور نشہ کی یہ قسم صحت کے لیے تباہ کن ہے۔

شراب نوشی کے نقصانات کی یقین دہائی طب جدید سے بھی ہوگئی ہے اور بین الاقوامی معاشرے نے بھی یہ تسلیم کرلیا ہے کہ شراب اور ہر قسم کے نشے صحت کے لیے نقصان دہ ہیں اور ان کی وجہ سے انسان بہت سے جرائم میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ بدکاری، زناکاری، چوری، جوا، قتل وخون اور دوسری بہت سی اخلاقی وسماجی برائیاں ان کی جڑ یہ ام الخبائث شراب ہے، منشیات کے نتیجے میں بہت سی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، ہزاروں حادثات رونما ہوتے ہیں، بڑے بڑے جرائم زیادہ تر نشہ کی حالت میں انجام پاتے ھیں، مگر انسان ذرا سے ''سرور'' کے لیے شراب کے نقصانات ومضرات برداشت کرتا ہے، حالانکہ یہ سرور نہیں؛ بلکہ بے خودی کی ایک قسم ہے، جس میں انسان خود سے اپنی حالت سے بے خبر ہوجاتا ہے۔

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو ☆☆☆ یک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیے

**نشہ اور اسلام:** اسلام نے ہر اُس چیز کے برتنے اور استعمال کرنے سے منع کیا ہے، جس سے صحت ایمانی اور صحت جسمانی کی خرابی، عقل وشعور جیسی نعمت کا زوال اور تہذیب واخلاق جیسے اعلیٰ اوصاف کے بگڑنے یا بدلنے کا اندیشہ ہو، یہی وجہ ہے کہ ''نشہ'' اسلام میں حرام ہے، شراب کو ام الخبائث کہا گیا ہے، شراب کی نجاست اور اس کی خرابی کے بارے میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: ''**یا ایھا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون**''. (المائدہ)

اے ایمان والو! بیشک شراب، جوا، مورتیاں اور فال نکالنے کے تیر گندی باتیں اور شیطانی کام ہیں، ان سے بچو! تاکہ تمہارا بھلا ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''**لعن اللہ الخمر وشاربھا وساقیھا وبائعھا و متباعھا و عاصرھا و معتصرھا وحاملھا والمحمولہ علیہ**'' (ابو داؤد شریف)

اللہ نے شراب پینے والے، پلانے والے، بیچنے خریدنے والے، کشید کرنے والے، کشید کرانیوالے، ڈھو کر لے جانے والے اور جس کے لیے وہ ڈھو کر لے جائی جائے سب پر لعنت فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''**کل مسکر خمر وکل مسکر حرام**''. (بخاری) ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ آور اور جسم کو نقصان پہنچانے والی چیز سے منع فرمایا ہے: ''**نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل مسکر مفتر**'' (ابو داؤد)

قرآن واحادیث کے مذکورہ بالا تصریحات وہدایات کے بعد ایمان والوں کی ذمہ داری ہے وہ ہر قسم کے نشہ سے دور رہیں اور ان کو بھی باز رکھیں جو ''نشہ'' کے شکار ہیں، یہ ایک لعنت ہے جو معاشرے میں تیزی سے پھیل رہی ہے اور نوجوان اس برائی میں مبتلا ہورہے ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ معاشرے سے ہم اس لعنت اور برائی کو دور کریں اور نوجوان نسل کو تباہ و برباد ہونے سے بچائیں، یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہم تعلیمات قرآنی اور ہدایت ربانی کو عام کریں، ان تک ان کو پہنچائیں اور اس برائی میں مبتلا طبقہ کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائیں، مگر ہمارا رویہ یہ ہے کہ ہم نشہ کی لت میں مبتلا اپنے نوجوان کو تنہا چھوڑ دیتے ہیں، ان کو حقارت اور نفرت سے دیکھتے ہیں جس سے ان میں اصلاح کی بجائے مزید انتقامی جذبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ پہلے سے بھی زیادہ اس لعنت میں غرق ہوجاتے ہیں، اس لیے ہم اپنے رویہ میں تبدیلی لائیں، ان کو شفقت ومحبت، حکمت ودانائی کے ساتھ احکامات الٰہی اور ارشادات محبوب ربانی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں سمجھائیں، انشاء اللہ جو میخوار ہیں وہ مے بیزار ہوجائیں گے، صراحیاں توڑ دیں گے اور ساغر پھینک دیں گے۔

---

**(بقیہ مولانا برہان الدین سنبھلی)** انہوں نے پوری دلجمعی اور فکرمندی کے ساتھ اس کام کو انجام دیا، اور ان کاوشوں کے نتیجہ میں کتاب ۲۰۰۲ء میں طبع ہو کر منظر عام پر آئی، اللہ ان کے اس عظیم خدمات کو قبول فرمائے، حضرت مولانا سنبھلی کی پوری زندگی علم وتحقیق، درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں گذری، ان کے قلم سے کئی وقیع علمی وتحقیقی مضامین اور معیاری کتابیں شائع ہوئیں، ان میں معاشرتی مسائل دین فطرت کی روشنی میں اور متاع علم وفکر دونوں کتابیں ان کی قوت تحریر اور وسعت مطالعہ کے اعتبار سے ایک ممتاز مقام رکھتی ہیں، اب تک اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ نے لکھا کہ کتاب معاشرتی مسائل کا ایک ایک حرف دل میں اترتا گیا اور ہر پہلا حصہ اگلے حصہ کے مطالعہ کے لئے شوق کو مہمیز کرتا گیا، تعبیر ماشاء اللہ نہایت سلیس، واضح اور بلیغ، تحقیق اور تنقید کا طرز انتہائی شائستہ، کتاب ہر پہلو سے علم وتحقیق سے بھرپور نور علی نور ہے، مولانا کی بہت ساری خوبیوں میں ایک بڑی خوبی یہ بھی تھی کہ وہ بہت بڑے مہمان نواز بھی تھے، ان کے دسترخوان پر انواع واقسام کی اشیا خوردنی کی بہتات ہوتی اور باذوق اس دعوت شیراز سے لطف اندوز ہوئے، جس کا میں نے ذاتی طور پر مشاہدہ بھی کیا، ویسے تو مولانا میرے شفیق استاذ تھے میں نے ان سے مسلم شریف اور ابوداؤد شریف کی تعلیم حاصل کی ان کے پڑھانے کا انداز بھی بڑا انرالا اور اچھوتا تھا، ان کے درس میں نہ تو اکتاہٹ محسوس ہوتی اور نہ بے توجہی، وہ علمی لطائف اور حکیمانہ اسرار ورموز سے کتابوں کی پیچیدہ عبارتوں کو بڑی آسانی سے سلجھا دیا کرتے تھے، حاضر جوابی سے درسگاہ باغ وبہار بنی رہتی تھی، ان کے مزاج میں سادگی بھی تھی اور بے تکلفی بھی، اکثر درسگاہ میں ان کے پرلطف فقروں سے طلبہ بڑے محظوظ ہوتے تھے، اس لئے ہم طلبہ ان سے حد درجہ مانوس ہوگیے تھے، جب میں امارت شرعیہ سے وابستہ ہوا تو مجھے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے کانفرنسوں میں خادمانہ شرکت کا موقعہ ملتا رہا، یہاں سے قربت وموانست میں مزید استحکام پیدا ہوا، جب بھی اس حقیر سے ملاقات ہوتی وہ حد درجہ شفقت ومحبت کے ساتھ پیش آتے، اپنائیت کی وجہ سے دل میں گھر کر جاتے اور احساس وجذبات میں شریک ہوجاتے، چونکہ وہ امارت شرعیہ کے قدردانوں میں سے بھی تھے اس لئے اور بھی دست شفقت پھیرتے، بلا شبہ ان کے وصال سے ایک بڑا علمی خلا پیدا ہوا، اللہ اس مجموعہ کمالات اور اخلاق کی مرقد کو پرنور فرمائے اور ان کے درجات کو بلند کرے، دوستوں، قدردانوں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

جان کر منجملہ خاصان میخانہ مجھے ⠀⠀ مدتوں رویا کریں گے جام وپیمانہ مجھے

**بقیہ شہریت ترمیمی قانون؛ خطرات اور اندیشے** ...... اس ملک کی خواتین کی فکر کا دعوی کرنے والی حکومت نے اب تک خواتین تحفظات بل کو منظوری دلانے کی بات تک نہیں کی ہے، محض لفاظی اور جھوٹے وعدوں اور اعداد وشمار کے الٹ پھیر کے ذریعہ کام چلایا جارہا ہے، اور عوام کی ذہنوں سے ان سوالوں کو محو کرنے کے لئے متنازعہ مسائل کو ہوا دی جارہی ہے، جن نوجوانوں کو روزگار دیا جانا چاہئے تھا انہیں سوشل میڈیا پر نفرت پھیلانے کے لئے مصروف کردیا گیا ہے، یہ ساری صورتحال محض مسلمانوں کو نشانہ بنانے کے لئے پیدا کی جارہی ہے اور یہ خیال نہیں کیا جارہا ہے کہ ایسا کرنا خود ملک کے مفاد میں نہیں ہوگا۔ حکومت کو محض سنگھ کے ایجنڈہ کی تکمیل سے باز رہتے ہوئے اپنے دستوری فرائض کی انجام دہی پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

---

## اعلان مفقود الخبری

### معاملہ نمبر ۳۵/۱۲۱۹/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ رامپاڑا کٹیہار)

**رخسانہ خاتون بنت محمد نورالحسن مقام ناصر گنج چودھری محلہ ۲۶ تھانہ کٹیہار ضلع کٹیہار۔ فریق اول**

**بنام**

**محمد نسیم ولد محمد جمال مقام گوراگاؤں ڈاکخانہ کوڑھا تھانہ کٹرا باڑی ضلع کٹیہار۔ فریق دوم**

**اطلاع بنام فریق دوم**

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء رامپاڑا کٹیہار میں غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۳۰/جمادی الاخریٰ ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۳/فروری ۲۰۲۰ء روز منگل کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

### معاملہ نمبر ۴۸/۲۴۵۹/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ محمود العلوم دملہ مدھوبنی)

**انگوری خاتون عرف جسیمہ خاتون بنت محمد طیب بڑی مہولی، ڈاکخانہ دیورا بندھولی مدھوبنی۔ فریق اول**

**بنام**

**شاہد رضا ولد مولانا ناظر حسین مقام پچھواڑی بھنگواں ڈاکخانہ وتھانہ اورائی ضلع مظفرپور۔ فریق دوم**

**اطلاع بنام فریق دوم**

معاملہ ہذا میں فریق اول انگوری خاتون بنت محمد طیب نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء دملہ مدھوبنی میں عرصہ ۴/سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۷/جمادی الاخریٰ ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۲/فروری ۲۰۲۰ء روز سنیچر بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت دارالقضاء امارت شرعیہ دملہ ضلع مدھوبنی میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

# ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

## حکومت اور بی جے پی پورے ملک کو دھوکا دے رہی ہے: مولانا محمد ولی رحمانی

**نرملا سیتا رمن کے بیان پر امیر شریعت بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ کا اظہار خیال**

امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے سی اے اے کے تعلق سے مرکزی وزیر خزانہ نرملا سیتا رمن کے ذریعہ دیے گئے حالیہ بیان پر اپنا سخت ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کتنا دھوکہ دے گی اور جھوٹ بولے گی؟ وہ کہتی ہے کہ ''شہریت ترمیمی قانون ۲۰۱۹ء شہریت دینے کا قانون ہے، شہریت چھیننے کا قانون نہیں ہے'' یہ بات بی جے پی بھی بڑے زور شور سے کہہ رہی ہے، لیکن بی جے پی یہ بھی بتائے کہ کس بنیاد پر شہریت دی جارہی ہے، ستر سال میں پہلی بار ایسا ہوا کہ مذہب کی بنیاد پر شہریت دی جارہی ہے۔ دوسری بات یہ کہ سی اے اے کو این آر سی کے ساتھ جوڑ کر دیکھنا ہوگا۔ وزیر داخلہ جس کا بار بار اظہار کر چکے ہیں کہ سی اے اے تنہا نہیں ہے بلکہ اس کے بعد این آر سی بھی آئے گا۔ اب وزیر اعظم اور بی جے پی کے دوسرے لیڈران اعلان کر رہے ہیں کہ این آر سی کا کوئی ذکر ہی نہیں ہوا۔ اگر یہ بات ہے تو بی جے پی اعلان کرے کہ امت شاہ عوام میں اور پارلیا منٹ میں بھی جھوٹ بول رہے تھے۔ خیال رہے کہ مرکزی وزیر خزانہ نرملا سیتا رمن نے شہریت ترمیمی قانون (سی اے اے) کے تعلق سے چنئی میں ایک پروگرام کے دوران کہا کہ شہریت قانون کے تعلق سے حکومت ان لوگوں سے بات چیت کو تیار ہے جنہیں اپنی شہریت کے چھن جانے کا اندیشہ ہے، انہوں نے یہ بھی کہا کہ سی اے اے شہریت دینے کا قانون ہے، شہریت چھیننے کا قانون نہیں ہے۔ حضرت امیر شریعت نے یہ بھی کہا کہ جتنے لوگ مختلف صوبوں کے دوسرے صوبوں میں محنت مزدوری کرتے ہیں جن کی تعداد حکومت کی رپورٹ کے مطابق اکتالیس کروڑ ہے وہ کہاں سے اپنی شہریت ثابت کریں گے، جو لوگ گاؤں دیہات میں رہتے ہیں، غریب اور ان پڑھ ہیں، جنہیں سیلاب اور آتش زنی کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ کہاں سے اپنی شہریت ثابت کریں گے۔

نرملا سیتا رمن نے اپنے بیان میں سی اے اے پر حکومت کے موقف کی تائید میں کہا کہ بنگلہ دیش اور سری لنکا کے پناہ گزیں کیمپوں کو دیکھنا کافی تکلیف دہ ہے، اور اسے دیکھ کر آنکھوں میں آنسو آجائیں گے۔

حضرت امیر شریعت نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ نرملا سیتا رمن بتائیں کہ ملک کے کس حصہ میں ہندو، سکھ، بودھ، جین، پارسی اور کرشچن بنگلہ دیشی، پاکستانی اور افغانستانی پناہ گزینوں کا کیمپ انہوں نے دیکھا ہے جس کو دیکھ کر ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اور سری لنکا سے آئے پناہ گزینوں کی اتنی فکر انہیں ہے تو پھر اس قانون میں سری لنکا، نیپال، بھوٹان اور میانمار سے آئے پناہ گزینوں کو شامل کیوں نہیں کیا گیا؟

سچی بات تو یہ ہے کہ اس پورے معاملہ میں بی جے پی لوگوں کو گمراہ کر رہی ہے، اور ملک کے لوگوں کو الجھا کر رکھنا چاہتی ہے۔ اس قانون کی زد میں صرف مسلمان نہیں آئیں گے بلکہ جتنے بھی دلت، ایس سی ایس ٹی، غریب، خانہ بدوش، مزدور اور بے پڑھے لکھے لوگ ہیں وہ سب مسلمانوں کے ساتھ اس قانون کی زد میں آئیں گے۔ اس لیے حکومت صاف صاف اپنی منشا بتائے۔ اور زبانی بیان بازی کے بجائے اپنے گزٹ میں یہ واضح کرے کہ کسی کو بھی اپنے کاغذات دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ واضح ہے کہ این پی آر میں کاغذات دکھانا ضروری نہیں ہے، مگر این پی آر میں بتائی ہوئی معلومات کا ویری فکیشن اور اسکروٹنی لوکل رجسٹرار (جو پرائمری او مڈل اسکول کا ٹیچر ہوگا) کرے گا اور جس کو وہ مشتبہ سمجھے گا، اس کے خانہ میں مشتبہ (ڈاؤٹ فل) لکھ دے گا۔ اس کے بعد کمزور طبقات کے لیے برسوں کی پریشانی شروع ہو جائے گی اور لوکل رجسٹرار رشوت کا گیٹ اپنے لیے کھول لے گا۔

## ۲۹/جنوری کو سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کے خلاف بھارت بند

### امارت شرعیہ میں منعقد کل جماعتی میٹنگ میں ۳۴/سیاسی وغیر سیاسی جماعتوں نے کیا حمایت کا اعلان

۲۲/جنوری کو امارت شرعیہ میں منعقد کل جماعتی میٹنگ میں شریک ۳۴/سیاسی وغیر سیاسی جماعتوں نے بیک آواز لیفٹ پارٹیوں کی جانب سے سی، اے، اے، این، آر سی اور این پی آر کے خلاف مورخہ ۲۹/جنوری ۲۰۲۰ء کو بھارت بند کی حمایت کا اعلان کیا ہے۔

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اپنے ایک بیان میں امارت شرعیہ کی جانب سے بھارت بند کی حمایت کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ۲۲/جنوری کو امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی قیادت میں بہار کی چھوٹی بڑی چونتیس سیاسی وغیر سیاسی پارٹیوں کے رہنما جمع ہوئے اور انہوں نے متفقہ طور پر سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کے مکمل بائکاٹ کا اعلان کیا۔ میٹنگ میں شریک سبھی جماعتوں نے مل کر ۲۵/جنوری کو لیفٹ پارٹیوں کی طرف سے بننے والی انسانی زنجیر میں شریک ہونے اور ۲۹/جنوری کو ہونے والے بھارت بند کی حمایت کا اعلان کیا ہے۔ امارت شرعیہ پوری طرح پر اس انسانی زنجیر میں شریک ہوئی، اور بھارت بند کی بھی حمایت کرتی ہے، امارت شرعیہ کی اپیل پر ذیلی دار القضاء کے تمام قضاۃ، نقباء، نائبین نقباء، ارکان شوریٰ و عاملہ، ارباب حل وعقد، ضلع اور بلاک کی سطح کے ذمہ داروں، ائمہ کرام اور سیاسی وسماجی کارکنان نے پوری دلچسپی اور جوش وخروش کے ساتھ انسانی زنجیر کو کامیاب بنانے میں حصہ لیا اور ان شاء اللہ وہ بھارت بند کو بھی کامیاب بنانے میں اسی طرح جوش وجذبے کا اظہار کریں گے، امارت شرعیہ کے کارکنان مسلسل اس کے لیے علاقوں میں فون کر کے لوگوں کو اس سے واقف کرا رہے ہیں۔ مولانا موصوف نے مزید کہا کہ سی اے اے، این پی آر اور این آر سی کی مخالفت ہر ہندوستانی کو آئین کے دائرے میں رہتے ہوئے ضرور کرنا چاہئے اور ملک ودستور کی حفاظت کے لیے ہر قربانی دینے کو تیار رہنا چاہئے، اس لیے ہمارا فرض ہے کہ اس مہم کو کامیاب بنانے کے لیے ابھی سے سرگرم رول ادا کریں، لوگوں سے اس مہم میں شریک ہونے کی درخواست کریں۔

## سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کے خلاف ہندو مسلم سب مل کر تحریک چلائیں: امیر شریعت

امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کے خلاف پورے ملک میں جہاں بھی تحریکیں چل رہی ہیں وہ بہت صحیح اور بے حد ضروری ہیں، میں مشکور ہوں ان سب لوگوں کا جو الگ الگ شہروں اور مختلف مقامات میں احتجاجی مظاہرہ، جلوس، دھرنا اور ریلیاں کر کے مختلف سطح پر ان قوانین کے خلاف آواز بلند کر رہے ہیں۔ اس مہم کو پوری ہمت، اخلاص اور یکجہتی کے ساتھ انجام دیا جائے اور کسی بھی حال میں جذبہ کو کم نہ ہونے دیا جائے اور نہ اس لڑائی کو کمزور کیا جائے۔ ہمیں پوری طاقت کے ساتھ یہ لڑائی لڑنی ہے، سب لوگوں کو مل کر لڑنی ہے اور اس وقت تک لڑنی ہے جب تک حکومت کے قدم اکھڑ نہیں جاتے اور وہ یہ قانون واپس لینے پر مجبور نہیں ہو جاتی۔ امیر شریعت نے مزید کہا کہ اس مہم میں ان سبھی بھائیوں اور بہنوں کو ضرور شریک کریں جو گرچہ ہم مذہب نہیں ہیں، لیکن وہ بھی حکومت کے ان قوانین کو پسند نہیں کر رہے ہیں۔ ہندو، سکھ اور عیسائی بھائیوں کو پورے اصرار کے ساتھ اس مہم کا حصہ بنایا جائے۔ یہ جنگ اس وقت زیادہ بہتر انداز سے لڑی جائے گی جب اس میں مختلف مذاہب کے ماننے والے پورے طور پر شریک ہوں گے۔ ہمیں یہ محسوس کرنا چاہئے کہ یہ جنگ صرف مسلمانوں کی نہیں ہے، بلکہ ان سارے غریبوں، خانہ بدوشوں، لکھنا پڑھنا نہ جاننے والوں، ملک کے مختلف حصوں میں کام کرنے والوں کی جنگ ہے، کیوں کہ تقریباً اکتالیس کروڑ لوگ جو مختلف وجوہات کی بنیاد پر ملک کے مختلف حصوں میں آتے جاتے اور آباد ہوتے رہتے ہیں، اور بہت سے کاغذات وہ مہیا نہیں کر سکتے۔ ایسے تمام لوگوں کو ساتھ لینا ہے اور ہمیں ان کا ساتھ دینا ہے اور اس مہم کو مضبوط کرتے رہنا ہے۔ مرکزی حکومت اور اس کے ہمنوا افراد یہ بات تیزی سے پھیلا رہے ہیں کہ این آر سی سے صرف مسلمانوں کو پریشانی ہے، یہ بات صحیح نہیں ہے۔ این آر سی کا اثر مسلمانوں سے زیادہ ایس سی، ایس ٹی، او بی سی اور دوسرے بہت سے کمزور، غریب لوگوں پر پڑے گا، جن کو روز کمانے اور روز کھانے کے علاوہ اور کسی طرف توجہ کا موقع نہیں ملتا ہے۔ حضرت امیر شریعت نے مزید فرمایا کہ میں اپنے ان بھائیوں اور بہنوں کا مشکور ہوں جو اس تحریک کو آگے بڑھا رہے ہیں، اور آئین وملک کی حفاظت کے لیے پورے ملک میں اس مہم کو پھیلا رہے ہیں۔

## مفتی حسین احمد رحمانی کی خدمات برسوں یاد آتی رہیں گی: حضرت امیر شریعت

امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے کوسی کمشنری کے قاضی اور رکن اساسی مسلم پرسنل لا بورڈ حضرت مولانا مفتی حسین احمد رحمانی کا مختصر علالت کے بعد منگل کو صبح میں انتقال ہوگیا۔ إنا لله و إنا إليه راجعون۔ انہوں نے اپنے پیچھے ۲/صاحبزادے اور ۳/صاحبزادیوں کو چھوڑا ہے، ان کی تدفین ان کے آبائی وطن بگھیلی ضلع سپول میں بعد نماز عصر عمل میں آئی، جامعہ رحمانی سے مولانا جمیل احمد صاحب مظاہری، مولانا مفتی محمد احمد مظاہری، مولانا محمد اسلم رحمانی، مولانا کبیر الدین رحمانی، مولانا عبد العلیم رحمانی اور حافظ امتیاز رحمانی پر مشتمل وفد ان کے جنازے میں شریک ہوا۔ خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشیں مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے ان کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے، انہوں نے ان کے لئے مغفرت کی دعاء کی ہے اور ان کے پسماندگان سے صبر جمیل کی تلقین کی ہے، حضرت امیر شریعت نے کہا کہ مولانا نے مختلف جہتوں سے دین اور علم کی لا بنی خدمت انجام دی، وہ ایک لا نبی مدت تک تادم حیات امارت شرعیہ کے قاضی رہے، اور مسلمانوں کے نزاع باہمی کو حل کرتے رہے، متعدد ضلعوں پر مشتمل کوسی کمشنری میں وہ بڑے مقبول تھے، اللہ نے ان سے اصلاح کا بڑا کام لیا، ان کی تقریریں بہت مؤثر ہوا کرتی تھیں، ان کی تقریروں سے ملت کو بڑا فائدہ ہوا، انہوں نے کہا کہ وہ مسلم پرسنل لاء بورڈ کے روز اول سے بنیادی رکن تھے، مسلم پرسنل لا بورڈ کے گنتی کے اب ایسے چند ارکان رہ گئے ہیں، مولانا کی ذات ان میں سے ایک تھی، بورڈ کے پیغام کو عام کرنے میں بھی ان کی بڑی خدمات رہی ہیں، بڑے اہم اور نازک موڑ پر انہوں نے قابل قدر خدمات انجام دیں۔ حضرت رحمانی نے کہا کہ جامعہ رحمانی، امیر شریعت حضرت مولانا منت اللہ رحمانی اور مجھ سے ان کا قلبی لگاؤ تھا، خانقاہ رحمانی کی ہر تحریک میں انہوں نے تن من دھن سے حصہ لیا اور اسے کامیاب بنانے میں اہم رول ادا کیا، ان کے انتقال سے بہار ایک تجربہ کار قاضی اور بڑے اللہ والے عالم دین سے محروم ہوگیا، ان کی خدمات برسوں یاد آتی رہیں گی۔ انہوں نے کہا کہ ان کی تعلیم وتربیت جامعہ رحمانی میں ہوئی تھی، خانقاہ رحمانی اور جامعہ رحمانی کے امتزاجی ماحول نے انہیں علم وعمل کا جامع بنا دیا تھا۔ جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر میں حضرت مولانا حسین احمد صاحب رحمانی کیلئے اہتمام کے ساتھ ختم قرآن اور ایصالِ ثواب کیا گیا۔ اس موقعہ پر جامعہ رحمانی کے اساتذہ، طلبہ، منتظمین، کارکنان اور خانقاہ رحمانی کے واردین وصادرین موجود تھے۔

## دفتر امارت شرعیہ میں تعزیتی نشست

مولانا مفتی حسین احمد رحمانی کے انتقال پر دفتر امارت شرعیہ میں بھی ایک تعزیتی نشست قائم مقام ناظم مولا محمد شبلی القاسمی کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں مولانا نے فرمایا کہ مولانا مفتی حسین احمد صاحب نور اللہ مرقدہ گوناگوں شخصیت کے مالک عالم دین تھے، اللہ نے آپ کو علم وعمل، قضاء وانتظامی امور کی اعلیٰ صلاحیتوں کا مالک بنایا تھا جو بہت کم کسی ایک شخص کے حصہ میں آتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔ مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ مفتی صاحب موضع بگھیلی کے باشندہ تھے، ایک لمبے عرصہ تک مدرسہ رحیمیہ گاڑھا میں درس وتدریس کے فرائض انجام دئے اور امارت شرعیہ کے دار القضا سہرسہ میں منصب قضا پر فائض ہو کر طویل مدت تک اس ذمہ داری کو نبھایا، قدرت نے مولانا کے اندر بہت سی صلاحیتیں ودیعت کی تھیں جس کی روشنی پورے علاقہ میں پھیل رہی تھی، بلاشبہ ان کے انتقال سے ایک بڑا علمی خسارہ ہوا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے حسنات کو قبول فرمائے، امارت شرعیہ کی اس تعزیتی نشست میں جملہ ذمہ داران وکارکنان نے شرکت کی اور مولانا مفتی حسین احمد قاسمی صاحب کے لئے ایصال ثواب کا اہتمام کیا، اجتماعی طور پر دعاء مغفرت کی اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا، اخیر میں حضرت مولانا قاضی عبد الجلیل صاحب کی دعا پر یہ تعزیتی نشست اختتام پذیر ہوئی۔

Volume:60/70,Issue:04 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

وہی زندہ رہنے کا فن جانتے ہیں
جو آدابِ دارورَسن جانتے ہیں
(کلیم عاجزؔ)

# ۳۴/سیاسی وغیر سیاسی جماعتوں نے کیا سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کا بائیکاٹ

## جمہوریت کے تحفظ کی لڑائی کو منظم و مضبوط کرنے کی غرض سے امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں کل جماعتی میٹنگ

**رپورٹ: محمد عادل فریدی**

شہریت ترمیمی قانون ۲۰۱۹ء، این آر سی اور این پی آر کی مخالفت میں مورخہ ۲۲/جنوری ۲۰۲۰ء روز بدھ کو ایک کُل جماعتی میٹنگ امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی صدارت میں امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے کانفرنس ہال میں منعقد ہوئی ۔اس میٹنگ میں شریک چھوٹی بڑی ۳۴/سیاسی وغیر سیاسی جماعتوں کے نمائندوں نے بیک آواز سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کی مخالفت کی اور کہا کہ شہریت ترمیمی قانون ۲۰۱۹ء ہندوستانی دستور کے بنیادی اصولوں اور دفعات کے خلاف ہے، آئین ہند کی دفعہ 14 اور 15 میں بھارت کے سبھی شہریوں کو یکساں حقوق دیے گئے ہیں، اور اس میں مذہب کی بنیاد پر کسی بھی تفریق کو درست قرار نہیں دیا گیا ہے، شہریت ترمیمی قانون 2019 میں بغیر کسی دستاویز کے غیر قانونی طور پر داخل ہونے والے لوگوں کو جو ہندو، بودھ، عیسائی، جین، پارسی، سکھ مذہب سے تعلق رکھتے ہوں، شہریت دی گئی ہے، اس فہرست سے صرف مسلمانوں کو الگ رکھا گیا ہے، جو مذہب کی بنیاد پر کھلی تفریق ہے، اس لئے حکومت سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ فوری طور پر اس قانون کو واپس لے۔ دوسری بات یہ ہے سرکار نے اس قانون میں مذہبی بنیاد پر استحصال کو بنیاد بنایا ہے، اگر یہ بات صحیح ہے اور ظلم وستم اور استحصال ہی بنیاد ہے تو صرف افغانستان، بنگلہ دیش اور پاکستان ہی بھارت کے پڑوسی ملک نہیں ہیں، بلکہ نیپال، چین، میانمار، سری لنکا اور تبت وغیرہ بھی بھارت کے پڑوسی ممالک ہیں جہاں سے مذہبی بنیاد پر استحصال کے شکار لوگوں نے ترک وطن کیا ہے، سری لنکا میں ہزاروں تمل استحصال کے شکار ہوئے، میانمار میں روہنگیا مسلمانوں کو مذہب کی بنیاد پر ظلم کا شکار بنایا گیا، تبت میں دلائی لاما اور ان کے عقیدت مندوں پر ظلم کیا گیا جس کی وجہ سے ان کو ترک وطن کر کے ہندوستان میں پناہ لینی پڑی، نیپال سے سیکڑوں گورکھا لوگوں کو پریشان ہو کر ترک وطن کرنا پڑا، ان سب کا ذکر نہ کرنا یہ بتلاتا ہے کہ یہ قانون بڑے پیمانے پر خامیوں اور مذہبی تعصب سے بھرا ہوا ہے۔ اس میٹنگ میں این پی آر کے سلسلہ میں بھی بات ہوئی اور اس پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا گیا کہ مرکزی حکومت نے اپریل سے این پی آر پر کام کرنے کا اعلان کیا ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ حکومت کا دھوکہ ہے اور وہ این آر سی کی شقوں کی این پی آر میں داخل کر کے اپنی پالیسی لاگو کرنا چاہتے ہیں، اس لیے ہمارا احساس ہے کہ این پی آر بھی ملک کے لیے صحیح نہیں ہے۔ کیوں کہ این پی آر بھی این آر سی کا ہی پہلا قدم ہے۔ اس لیے ہم این پی آر کی بھی سخت مخالفت کرتے ہیں اور مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ این پی آر کو واپس لیا جائے، اسی طرح بہار سرکار سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ این پی آر کے بائیکاٹ کا واضح اعلان کرے۔ اس میٹنگ میں اتفاق رائے سے درج ذیل تجاویز بھی منظور کی گئیں:

(۱) مرکزی حکومت کی طرف سے یہ کہنا کہ یہ قانون شہریت دینے والا ہے، شہریت چھیننے والا نہیں ہے، یہ سراسر دھوکا ہے، کیوں کہ سی اے اے کو این آر سی سے جوڑ کر دیکھنے کی ضرورت ہے۔ حکومت کی پالیسی ہے کہ جو لوگ کاغذ کے ذریعہ اپنی شہریت ثابت نہیں کر سکیں گے ان کو سرکار کے ذریعہ پریشان کیا جائے گا، اس میں صرف مسلمان ہی نہیں پھنسیں گے بلکہ سبھی کمزور، دلت، آدیواسی، پچھڑے، ان پڑھ، غریب، کسان، مزدور، شیڈول کاسٹ وشیڈول ٹرائب، خانہ بدوش، جھگیوں میں رہنے والے، کرایہ کے مکان میں زندگی گزارنے والے، بے گھر لوگ، سڑکوں کے کنارے اور فٹ پاتھوں کے کنارے گزارہ کرنے والے، آشرموں میں رہنے والی بیوائیں، یتیم و بے سہارا لوگ بھی اس قانون کی زد میں آئیں گے۔ وہ لوگ جو روزانہ کماتے کھاتے ہیں، اور جن کے لیے باپ دادا کے کاغذات اکٹھا کرنا ناممکن ہے، ایسے لوگوں سے ان کی شہریت چھین کر ان کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم کرنا، ان کے ووٹ کے حق کو ختم کرنا اور ان سے ریزرویشن کا حق چھین لینا اس قانون کا مقصد ہے۔ اس لیے ہم سبھی لوگ اس قانون کو پوری طرح سے مسترد کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ ہم کسی بھی حال میں سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کو قبول نہیں کریں گے۔

(۲) اس قانون کے خلاف اس وقت تک آندولن جاری رکھیں گے جب تک قانون واپس نہ لے لیا جائے۔

(۳) ہم حکومت بہار سے اس میٹنگ کے ذریعہ مطالبہ کرتے ہیں کہ بہار حکومت این پی آر کا مکمل بائیکاٹ کرے، کیوں کہ این پی آر این آر سی کا پہلا قدم ہے۔ (۴) یہ اجلاس اپنے ورکروں، ضلع، بلاک اور پنچایت سطح کے ذمہ داروں سے اپیل کرتا ہے کہ گاؤں گاؤں جا کر لوگوں کو اس قانون کا نقصان بتا کر انہیں احتجاج میں شریک کیا جائے۔

(۵) ہمارا احساس ہے کہ یہ قانون ہندو سماج کے لیے بھی اس طرح نقصان دہ ہے جس طرح دوسرے مذاہب کے لیے، اس لیے ہندو برادران وطن کی بھی بڑی تعداد میں قانون کی خامیوں سے واقف کرایا جائے اور انہیں بھی احتجاج اور مظاہروں میں شریک کیا جائے۔ (۶) ہم سمجھتے ہیں کہ آسام کے ان ہندوؤں کو جنہوں نے کل تک ثبوت پیش کیا تھا کہ ہم بھارت کے شہری ہیں پھر بھی بارہ لاکھ سے زائد کو این آر سی سے باہر کر دیا گیا، انہیں بھی اس قانون کا فائدہ نہیں ملے گا کیوں کہ وہ اپنا بنگلہ دیشی یا پاکستانی اور افغانی ہونا کیسے بتائیں گے، جو ایک مرتبہ ہندوستانی ہونے کا ثبوت پیش کر چکے ہیں۔ اس لیے حکومت سے مطالبہ ہے کہ وہ آسام این آر سی سے باہر رہ گئے ہندوستانیوں کا مستقل حل نکالے نہ کہ سی اے اے کے ذریعہ انہیں دھوکہ دے۔ (۷) پورے ملک میں اس قانون کے خلاف جو بھی پر امن احتجاج ہو رہا ہے ہم اس کے ساتھ ہیں اور ان کا ساتھ دیا جائے۔ (۸) ملک کے لوگوں کو اگر وہ تھوڑے بھی شک کے دائرے میں آ گئے تو اپنے ہی وطن میں بنگلہ دیشی، پاکستانی یا افغانی کا سرٹیفکٹ لیکر رہنا ہوگا، گرچہ وہ یہاں کے اصل باشندے ہوں اور کسی بھی دھرم سے تعلق رکھتے ہوں یہ ملک کی اکثریت کو دوسرے درجہ کا شہری بنانے کا ناپاک منصوبہ ہے، اس لئے ہندو سماج کے تمام لوگ اس کے خلاف کھڑے ہوں۔ (۹) یہ بھی طے کیا گیا کہ لیفٹ پارٹیوں کی طرف سے پورے بہار میں ۲۵/جنوری کو ہونے والے ہیومن چین اور ۲۹/جنوری کو بھارت بند کی سب لوگ حمایت کرتے ہیں اور دونوں میں تمام باشندے شریک ہوں۔ (۱۰) یوپی حکومت اور یوپی پولیس کے ذریعہ مظاہرین اور پر امن احتجاج کرنے والوں خاص کر خواتین اور طلبہ وطالبات کے سات کیے گئے ظالمانہ، غیر انسانی اور حیوانی سلوک کی یہ اجلاس سخت مذمت کرتا ہے اور اس کو انسانیت سے گری ہوئی حرکت قرار دیتا ہے۔

اس میٹنگ میں امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کے علاوہ قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب، جیتن رام مانجھی قومی صدر ہم وسابق وزیر اعلیٰ حکومت بہار، جناب ادے نارائن چودھری سابق اسپیکر بہار اسمبلی، اپیندر کشواہا قومی صدر راشٹریہ لوک سمتا پارٹی، سدانند چودھری بزرگ لیڈر وایم ایل اے کانگریس پارٹی، راجیش رنجن عرف پپو یادو قومی صدر جن ادھیکار پارٹی، ستیہ نارائن چودری معزز لیڈر بھارتیہ کمیونسٹ پارٹی، دھریندر جھا لیڈر کمیونسٹ پارٹی مارکس لینن، رام لگن مانجھی وامسیف، سابق وزیر ناگمنی، وکیل احمد عرف پپو خان ٹی ایم سی، مولانا محمد ناظم صاحب سکریٹری جمعیۃ علماء بہار (محمود مدنی)، مولانا اعجاز کریم صدر تنظیم ائمہ مساجد بہار، انوار الہدیٰ ناظم نشر واشاعت جمعیۃ علماء و ناظم مسلم مجلس مشاورت بہار، مولانا امانت حسین شیعہ عالم، ایڈوکیٹ جاوید اقبال، سلیم صاحب سی پی آئی ایم، ہری لال یادو، جن مکتی آندولن، جہان آباد، کے ڈی یادو، مولانا سہیل احمد ندوی، مولانا مفتی محمد سہراب ندوی، مسیح الدین صاحب نوادہ، عظمی باری، افضل صالحؒ رابطہ کمیٹی، مولانا رضوان احمد اصلاحی امیر جماعت اسلامی بہار، مفتی وصی احمد قاسمی، مفتی انظار عالم قاسمی، جناب سمیع الحق، مولانا عبدالباسط ندوی، مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی، مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی،، مولانا عبدالجلیل قاسمی، مولانا احمد حسین قاسمی، پی کے آزاد، ستیندر جھا، منورنجن کشواہا، مولانا ابوالکلام قاسمی شمسی، دھرمیندر پرساد، راکیش سنگھ کشواہا، امیش کشواہا، امریندر کشواہا، جیو بندھن نشاد صدر نشاد سنگھ، سدرشن ورما وکرم، ایڈوکیٹ اشہر مصطفیٰ، فضل ملک، کامران، محمد مظاہر، شمیم اقبال، مشرف علی، نجم الحسن نجمی، اجے کمار، پون ورما، روندر کمار چوپال، مولانا سہیل اختر قاسمی، رضوان احمد ندوی، شمیم اکرم رحمانی، مولانا ارشد رحمانی، مولانا منہاج ندوی، منہاج عالم، ڈاکٹر نثار احمد ایم ایم آر ایم پارا میڈیکل، دانش جوہر کے علاوہ چھوٹی بڑی ۳۴/سیاسی وغیر سیاسی جماعتوں کے نمائندے شریک تھے، نظامت کے فرائض قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی نے انجام دیا۔

## نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید و دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)